20

ہفت روزہ

# خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۷۸ھ

۱۴؍ نومبر سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت ۵؍

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

پاخانہ کے آداب

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

## دو شخص برہنہ ہو کر ساتھ پاخانہ نہ پھریں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْرُجُ الرَّجُلَانِ یَضْرِبَانِ الْغَائِطَ کَاشِفَیْنِ عَنْ عَوْرَتِھِمَا یَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَمْقُتُ عَلٰی ذٰلِکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ)

ابو سعید حذریؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ جائیں دو شخص پاخانہ پھرنے (ایک ساتھ) کہ کھولیں اپنی شرم گاہوں کو اور باتیں کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے غضب ناک ہو جاتا ہے۔

## پانی سے استنجا کرنے کا حکم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَی الْخَلَاءَ اَتَیْتُہٗ بِمَاءٍ فِیْ تَوْرٍ اَوْ رَکْوَۃٍ فَاسْتَنْجٰی ثُمَّ مَسَحَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ بِاِنَاءٍ اٰخَرَ فَتَوَضَّاَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوَی الدَّارِمِیُّ وَالنَّسَائِیُّ مَعْنَاہُ)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ میں جاتے تو میں آپ کے لئے پیالہ یا (چمڑے کی) چھاگل میں پانی لاتا۔ آپ اس سے استنجی کرتے پھر ہاتھ کو زمین پر رگڑتے۔ پھر میں دوسرا پانی لاتا۔ اور آپ وضو فرماتے۔

## وضو کے بعد شرم گاہ پر چھینٹا دو

عَنِ الْحَکَمِ بْنِ سُفْیَانَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا بَالَ تَوَضَّاَ وَنَضَحَ فَرْجَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ

حکم بن سفیانؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب پیشاب کرتے وضو فرماتے اور اپنی شرم گاہ پر چھینٹا دیتے۔

## رات کو پیشاب کرنے کا حکم

عَنْ اُمَیْمَۃَ بِنْتِ رُقَیْقَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِّنْ عِیْدَانٍ تَحْتَ سَرِیْرِہٖ یَبُوْلُ فِیْہِ بِاللَّیْلِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

امیمہ بنت رقیقہ کہتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا۔ جو آپ کی چار پائی کے نیچے رکھا رہتا تھا۔ رات کو آپ اس میں پیشاب کر لیا کرتے تھے۔

## کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو

عَنْ عُمَرَ قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ یَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحْیِی السُّنَّۃِ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَدْ صَحَّ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُبَاطَۃَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ قِیْلَ کَانَ ذٰلِکَ لِعُذْرٍ)

عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ میں کھڑا ہوا پیشاب کر رہا تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھ لیا پس فرمایا عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو۔ اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

امام محی السنۃ کہتے ہیں۔ کہ حذیفہؓ سے منقول ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی کوڑی پر گئے اور وہاں کھڑے ہو کر آپ نے پیشاب کیا۔ (بخاری ومسلم) کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کا یہ فعل کسی عذر پر مبنی تھا۔

## حضورؐ نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْہُ مَا کَانَ یَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)

عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ جو شخص یہ حدیث بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ تو اس حدیث کو سچا نہ مانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا ہے۔

## وضو کی تعلیم

عَنْ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرَئِیْلَ اَتَاہُ فِیْ اَوَّلِ مَا اُوْحِیَ اِلَیْہِ فَعَلَّمَہُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ اَخَذَ غُرْفَۃً مِّنَ الْمَاءِ فَنَضَحَ بِھَا فَرْجَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ)

زید بن حارثہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جبرئیل سب سے پہلی وحی میں آپ کے پاس آئے۔ پس آپ کو وضو کرنا سکھایا اور نماز پڑھنی۔ پس جب آپ فارغ ہوئے وضو سے تو لیا۔ ایک چلو پانی اور اس کو اپنی شرم گاہ پر چھڑک لیا۔

## وضو کے بعد شرم گاہ پر پانی چھڑک لو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَانْتَضِحْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَعْنِی الْبُخَارِیَّ یَقُوْلُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیِّ الْھَاشِمِیُّ الرَّاوِیْ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ۔

ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا اے محمدؐ جب تم وضو کرو تو تھوڑا سا پانی (شرم گاہ پر) چھڑک لو۔

## پاخانہ کے بعد کی دعا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ سے باہر آتے تو فرماتے الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی یعنی ہر قسم کی تعریف اس خدا کو سزا وار ہے جس نے مجھ سے "تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور مجھ کو عافیت بخشی۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۴ | جمعۃ المبارک یکم جمادی الاول ۱۳۷۸ھ ۱۴؍نومبر ۱۹۵۸ء | شمارہ ۲۷

# خوفِ خدا

پاکستان کے نئے صدر نے اپنی بعض تقریروں میں کچھ اُمید افزا باتیں کہی ہیں جن سے اس ملک کے دیندار طبقہ کے خیالات کی تائید ہوتی ہے۔ اگر یہی باتیں کسی سیاست دان کی زبان سے نکلتیں تو ہم انہیں کبھی درخورِ اعتناٗ نہ سمجھتے۔ کیونکہ ان سیاستدانوں نے ہمیں گیارہ سال تک اسی قسم کی تقریروں ہی سے بہلائے رکھا ہمارے نئے صدر سیاست دان نہیں بلکہ ایک فوجی افسر ہیں۔ اور ھر فوجی خواہ وہ معمولی سپاہی ہو یا کمانڈر انچیف عمل کا مجسمہ ہوتا ہے۔ وہ جو باتیں زبان سے کہتا ہے۔ وہی اس کے دل میں ہوتی ہیں۔ اس کے ہاں قول و فعل کا تضاد گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں اُمید ہے۔ کہ صدر مملکت نے جو باتیں اپنی تقریروں میں کہی ہیں جن کا ذکر ھم آئندہ سطور میں کریں گے وہ ان کو انشاء اللہ پورا کرنے کی کوشش بھی کریں گے۔

صدر نے ایک پیغام میں کہا ہے کہ جن تصورات اور نظریات کی بنیاد پر پاکستان قائم ہوا ہے۔ ہم انہیں ایک حقیقت بنا دیں گے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ صدر مملکت کو ان تصورات اور نظریات کا پوری طرح علم ہے۔ جن کی بنیاد پر پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ لیکن وضاحت کے لئے ہم یہاں ان کا ذکر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ تاکہ حکومت اور عوام کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔ برصغیر ہند و پاکستان کے مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا تھا کہ ہندو اور مسلمان کا مذہب، تمدن کلچر وغیرہ الگ الگ ہیں۔ اور مسلمانوں کو اپنے مذہب۔ تمدن۔ کلچر وغیرہ کے فروغ کے لئے ایک علیحدہ خطۂ زمین کی ضرورت ہے۔ اس وقت مسلمانوں کا نعرہ ہی یہ تھا۔ "پاکستان کا مطلب کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ" گویا ھم نے پاکستان اس لئے بنایا ہے۔ کہ ہم یہاں کتاب و سنت کا قانون رائج کر سکیں۔ صدر مملکت کی تقریر کا یہ مطلب ہوا۔ کہ یہاں کتاب و سنت کا قانون نافذ کیا جائے گا۔ اس موقعہ پر ہم یہ کہہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ چونکہ پاکستان اللہ تعالیٰ کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ کا قانون ہی نافذ ہو سکے گا۔ اس کے خلاف جو کوشش بھی کی

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا
بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنیوالا ہے (الآیۃ)

حَاسِبُوا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوا (الحدیث)
اپنا محاسبہ کر لو قبل اسکے تمہارا حساب لیا جائے

احکم الحاکمین کی گرفت مجازی حکام کی گرفت سے سخت ترین ہوگی

جائے گی۔ وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکے گی

صدر مملکت نے پاکستانی عوام سے یہ بھی کہا ہے۔ کہ سادگی اور دیانتداری سے زندگی بسر کریں۔ اور خدا کا خوف پیدا کریں۔ ھفت روزہ "خدام الدین لاھور" تقریباً ساڑھے تین سال سے مسلمانوں کو یہی پیغام دے رہا ہے۔ اس لئے صدر مملکت کے ان جذبات کی دل سے قدر کرتے ہوئے ہم خوف خدا کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ خوف خدا ہی انسان کو انسان بناتا ہے۔ اگر انسان کے دل میں خوف خدا نہ ہو۔ تو اس سے زیادہ موذی۔ شریر اور کینہ اللہ تعالیٰ نے کوئی جانور پیدا ہی نہیں کیا۔ انسان کے منہ میں خوف خدا کی لگام دے دی جائے تو پھر یہ چیونٹی پر بھی ظلم کرنے سے ڈرتا ہے۔ خوفِ خدا قرآن مجید کی تعلیم سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی سمجھ کر تلاوت کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ اس کے ہر صفحہ پر انسان کو خوف خدا کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ پاکستانی عوام کے دلوں میں خوف خدا پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے تعلیم کا نظام حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے صدر کی اس تقریر کے بعد حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ اسکولوں اور کالجوں میں قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام کرے ہمیں یقین ہے۔ کہ ہماری نئی حکومت اس سلسلہ میں جلد از جلد مناسب قدم اٹھائے گی۔ عوام اور دینی اداروں کا بھی فرض ہے کہ وہ ہر مسجد میں درس قرآن کا انتظام کریں۔

---

## گندم کی کاشت

نئی حکومت اس بات کا تہیہ کر چکی ہے، کہ خوراک کے مسئلہ کو جلد از جلد حل کیا جائے۔ فصل ربیع ۵۹-۱۹۵۸ء کی کاشت شروع ہو گئی ہے۔ ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ رقبہ میں بوائی کرائی جائے کاشتکاروں کو اعلیٰ قسم کی کھاد اور بیج مہیا کیا جائے اور آب پاشی کی ضروریات بھی پوری کی جائیں حکومت کو عام کاشت کاروں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ خوراک کا مسئلہ اندرونِ ملک مسائل میں سے سب سے زیادہ اھم چیز کئی سالوں سے ہم صرف بیرونی امداد پر ہی جی رہے ہیں۔ ہمارے پاس اب اتنا زر مبادلہ نہیں کہ ہر سال کروڑوں روپیہ کی گندم دوسرے ممالک سے خرید سکیں اب ہم نے اپنے کھانے کے لئے خود گندم پیدا کرنی ہے۔ اب اگر کاشت کار نے تندہی اور شوق سے گندم کی کاشت کی طرف توجہ دی تو انشاء اللہ آئندہ سال ملکی ضروریات سے بڑھ کر گندم پیدا ہوگی۔ خدا کے فضل سے گندم کی لوٹ کھسوٹ ختم ہو چکی ہے۔ اب کسی کو جراٴت نہیں کہ وہ گندم ناجائز طور پر سرحدی ممالک کو برآمد کر سکے یا ذخیرہ اندوزی کر کے مصنوعی قحط پیدا کر دے، قوم کی نگاہیں کاشت کار پر ہیں۔ جس کو ملکی اقتصادیات میں ریڑھ کی ہڈی کا مقام حاصل ہے۔ نہیں

باقی صفحہ ۱۰ پر

# نماز ہی عبادت ہے

★ درس قرآن از فخر الاماثل حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

۱۷ ربیع الثانی کو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے شہر ڈیرہ غازیخان میں بعد نماز عصر درس قرآن مجید دیا جس کو مولینا عبد المالک صاحب ضیاء ایم اے مولوی فاضل نے مرتب کرکے ارسال فرمایا۔ ہم اسے قارئین کے استفادہ کے لئے شائع کر رہے ہیں مولانا عبد المالک صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ تقریر حضرت قاری صاحب کی نظر ثانی کے بغیر اشاعت کے لئے بھیجی جا رہی ہے۔ لہذا جہاں کوتاہی نظر آئے اُسے میری طرف منسوب کیا جائے ——— مدیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (سورۃ البقرہ رکوع ۱ پ ۱)

میرے محترم دوستو! آپ کے سامنے سورۃ البقرہ کی چند ابتدائی آیات تلاوت کی گئی ہیں۔ جن کے چند اجزا ہیں۔ آج سب کا بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ ایک جزو یومنون بالغیب ہے۔ دوسری یقیمون الصلوۃ ہے۔ اور تیسری ومما رزقناھم ینفقون ہے۔ ہر ایک کے لئے وقت درکار ہے۔ اس وقت درمیانی جزو کو لیا جاتا ہے۔ جس میں مبدئ اور منتہا بھی شامل ہو جائیں گے۔ پہلی جزو کا عنوان ایمان ہے اور دوسری کا عنوان الصلواۃ ہے۔ اور تیسری کا انفاق ہے۔ اس وقت نماز کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے سوچ سمجھ لیجئے کہ انسان کی پیدائش عبادت کے لئے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

(سورۃ الذریت رکوع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسانوں کو جو بنایا ہے۔ محض اپنی بندگی کے لئے۔ یعنی

انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا مقصد صرف عبادت خداوندی ہے۔ عبادت کہتے ہیں۔ تذلل اور انکساری کو یعنی اپنے آپ کو دوسرے کے سامنے ہیچ اور عاجز ظاہر کرنا اور یہ وصف ارکان اسلام میں سے بنفسہٖ کسی میں نہیں پایا جاتا۔ مثلاً روزہ ہے اس میں کھانا پینا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف ہیں کیونکہ اشیاء مذکورہ کو چھوڑنا استغنا ہے اور غنا خدا کی صفت ہے۔ گویا روزہ دار خدا سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس میں تذلل نہیں ہے۔ اور نہ نیاز روزہ کو عبادت اس وجہ سے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ تعمیل ارشاد باری تعالیٰ میں رکھا جاتا ہے۔ فی نفسہٖ اس میں عبدیت نہیں اس طرح زکوٰۃ ہے۔ غریبوں کو رقم دی جاتی ہے۔ ان کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر انکو روزی دی جاتی ہے۔ اور رزاقی خدا کی صفت ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا ایک طرح کا تشبہ پیدا کرتا ہے۔ عبدیت کی شان اس سے ہویدا نہیں ہوتی یہ بھی بوجہ تعمیل ارشاد الٰہی عبادت کہلاتی ہے۔ اسی طرح سچ کو عبادت کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بھی خدا کی صفت ہے۔ اللہ فرماتے ہیں۔ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا صدق کو عبادت کہنا بھی بوجہ تعمیل ارشاد خداوندی ہے۔

نماز اسلام کا ایک ایسا رکن ہے، کہ جس میں عبادت ہی عبادت ہے۔ اس میں قیام ہے یہ بھی ایک قسم کی ذلت ہے۔ اس کے بعد رکوع اس میں بھی انکساری ہے سجود میں تو تذلل کی انتہا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح تشہد ہے۔ اس کے بعد دعا ہے۔ جس میں سوال کیا جاتا ہے، اور سوال کرنا ذلت کی چیز ہے۔ السوال ذلٌ اسی وجہ سے حدیث میں آیا الدعاء مخ العبادۃ

بہر حال نماز ہی عبادت ہے۔ باقی ارکان عوارض کے اعتبار سے عبادت ہیں۔ فی نفسہٖ ان میں عبدیت کا پہلو نمایاں نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات پر نماز فرض کر دی ہے۔ کسی پر بطور تشریعی اور کسی پر تکوینی چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ

(سورۃ النور رکوع ۱۶ پ ۱۸)

ترجمہ:- ہر ایک نے اپنی نماز جان لی زکوٰۃ یا صوم یا حج نہیں کہا گیا لیکن ہر چیز کی نماز علیحدہ علیحدہ ہے۔ مثلاً اشجاروں کی نماز فقط قیام ہے۔ کہ وہ ہر وقت اللہ کے سامنے کھڑے ہیں۔ دوسری حالت تبدیل کرنا ان کے اختیار سے باہر ہے۔ جب تک رہیں گے بس قیام میں ہی رہیں گے چارپاؤں کی نماز رکوع ہے۔ وہ ہر حالت میں رکوع کر رہے ہیں۔ حشرات الارض کی نماز سجود ہے۔ پہاڑوں کی نماز تشہد ہے ملائکہ کی نماز صف بندی ہے۔ کہ ہر وقت اللہ کے سامنے صف بندی کئے ہوئے۔ جنت اور دوزخ کی نماز دعا ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے، کہ جنت قیامت میں رب تعالیٰ سے دعا کرے گی کہ آپ کا وعدہ ہے۔ کہ مجھے آپ نے لوگوں سے بھرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول فرماتے ہوئے نئی مخلوقات پیدا فرمائیں گے دوزخ بھی سوال کرے گی اور ھل من مزید کی آواز بلند کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قدم مبارک سے دبا دیں گے۔ جس کی وجہ سے اس کا مطالبہ ختم ہو جائے گا۔ شان رحیمی کے پیش نظر نئی مخلوقات پیدا کرکے دوزخ میں نہیں ڈالی جائے گی۔ ستاروں کی نماز دوران ہے۔ ہر وقت گردش کر رہے ہیں۔ جس طرح نمازی بار بار فاتحہ اور تسبیحات کا ورد کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی نماز عطاء کی ہے۔ کہ جس میں درختوں جیسا قیام جانوروں جیسا رکوع حشرات الارض جیسا سجود پہاڑوں جیسا تشہد جنت اور دوزخ جیسی دعا سیارات جیسا دوران پایا جاتا ہے۔ بلکہ اقوام عالم کی نمازوں کا بھی مجموعہ ہے۔ کسی ملت میں ایسی جامع نماز نہیں ہے۔ یہ انعام صرف اہل اسلام پر کیا گیا ہے۔ اس لئے ترک نماز سب سے بڑا گناہ ہے۔ تارک الصلوٰۃ سب سے زیادہ معذب ہوگا۔ کیونکہ اس نے بڑی نعمت کو ضائع کر دیا ہے۔

عبادات بدنیہ میں سے حج بھی تذلل کا مجموعہ ہے۔ اس میں بھی انکساری اور عاجزی پائی جاتی ہے۔ اس میں ترک اہل، ترک وطن، ترک لباس، ترک وقار،

باقی صفحہ ۱۰ پر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

# آج کی معروضات کا خلاصہ

گزشتہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اُمتوں کو فقط اللہ تعالےٰ کا دروازہ دکھایا تھا کہ ہر قسم کا نفع اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے حاصل کرو۔ اور ہر ضرر سے بچنے کے لئے اسی کی پناہ لو۔ بایںہمہ ان کی اُمتوں میں سے بعض لوگوں نے دروازۂ الٰہی کو چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازوں پر جا ڈیرے ڈالے تھے۔ اور انہیں کو حاجت روا اور مشکلکشا بنا لیا تھا حالانکہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے خود اپنا نمونہ دکھا دیا تھا کہ ہم خود بھی اسی کے دروازہ کے محتاج ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ان خطرات سے کھلم کھلا آگاہ فرما دیا تھا۔ اسی آگاہی کی تائید مزید کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے ہی دروازہ پر رکھے۔ اس کا دروازہ چھوڑ کر اور کسی طرف رُخ نہ کرنے پائیں۔

مذکورۃ الصدر سطور کی شہادت حضرات انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا عاجز آنا۔ اور دشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے امداد طلب کرنا۔ امدادِ الٰہی کے باعث نوح علیہ السلام کا بچ جانا اور ان کے دشمنوں کا غرق ہونا۔

## حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت

(کَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ ۣالۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ نُوۡحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝ اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ۝ وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ۝

سورۃ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹ ترجمہ: نوح کی قوم پیغمبروں کو جھٹلایا جب انکے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

## نوح علیہ السلام کی دعوت کے بعد قوم کا جواب

(قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ یٰنُوۡحُ لَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمَرۡجُوۡمِیۡنَ ۝

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (لوگ) کہنے لگے اے نوح اگر تُو باز نہ آیا۔ تو ضرور سنگسار کیا جائیگا

## نوح علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرنا امدادِ الٰہی کا آنا۔ اور قوم کا غرق ہونا

(قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ۝ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَهُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَ مَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝ فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَ مَنۡ مَّعَهٗ فِی الۡفُلۡکِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۝ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبٰقِیۡنَ ۝ سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ بس تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے۔ اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے۔ بچا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

## حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ”نوح علیہ السّلام پہلے اولوالعزم اور مشہور رسول ہیں۔ جو زمین والوں کی طرف مشرکین کے مقابلہ میں بھیجے گئے۔ گو باعتبار اپنی خاص شریعت کے ان کی بعثت خاص اپنی قوم کی طرف مانی جائے۔ تاہم ان اساسی اصول کے اعتبار سے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں مشترک ہیں۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ تمام انسان ہر نبی کے مخاطب ہوتے ہیں۔ مثلاً توحید اور اقرار معاد کی تعلیم پر سارے پیغمبر متفق اللسان ہیں تو ایسی چیزوں کی تکذیب کرنا فی الحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنا ہے۔ بہرحال نوح علیہ السلام نے توحید وغیرہ کی عام دعوت دی۔ کہتے ہیں کہ آدمؑ کے بعد دس قرن ایسے گزرے کہ ساری اولادِ آدم کلمۂ توحید پر قائم تھی۔ بت پرستی کی ابتدا ابن عباس کے بیان کے موافق یوں ہوئی کہ بعض صالحین کا انتقال ہوگیا۔ جن کے نام ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر تھے۔ جو سورہ نوح میں مذکور ہیں۔ لوگوں نے ان کی تصویریں بنالیں۔ تاکہ ان کے احوال و عبادات کی یاد تازہ رہے۔ کچھ مدت کے بعد ان صورتوں کے موافق مجسمے تیار کر لئے۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد ان کی عبادت ہونے لگی۔ اور یہ بُت انہیں بزرگوں کے نام سے موسوم کئے گئے۔ جب بُت پرستی کی وبا پھیل گئی تو حق تعالےٰ نے حضرت نوح کو بھیجا اُنہوں نے طوفان سے پہلے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک توحید و تقوی کی طرف بُلایا اور دُنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر لوگوں نے ان کی تضلیل و تجہیل کی۔ اور کوئی بات نہ سُنی۔ آخر طوفان کے عذاب نے سب کو گھیر لیا۔ اور جیسا کہ نوحؑ نے دُعا کی تھی رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیّارا۔ روئے زمین پر کوئی کافر عذاب الٰہی سے نہ بچا۔ بستانی نے ”دائرۃ المعارف“ میں یورپین محققین کے اقوال طوفان اور عموم طوفان کے متعلق نقل کئے ہیں۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کھانے پینے۔ بیماری سے شفا حاصل کرنے اپنی فروگزاشتوں سے بارگاہ الٰہی سے معافی حاصل کرے۔ اپنے لئے کمال علم حاصل کرنے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی فہرست میں داخل ہونے۔ آئندہ آنے والی نسلوں میں اپنا ذکرِ خیر باقی رکھنے۔ بہشت کا وارث بننے۔ قیامت کے دن میں بے عزتی سے بچنے۔ ان سب حاجتوں میں بارگاہِ الٰہی سے امداد کی درخواست کرنا۔

## قرآن مجید سے ان چیزوں کا ثبوت

(قَالَ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ۝ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمُ الۡاَقۡدَمُوۡنَ ۝ فَاِنَّهُمۡ عَدُوٌّ لِّیۡۤ اِلَّا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الَّذِیۡ خَلَقَنِیۡ فَهُوَ یَهۡدِیۡنِ ۝ وَ الَّذِیۡ هُوَ یُطۡعِمُنِیۡ وَ یَسۡقِیۡنِ ۝ وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ یَشۡفِیۡنِ ۝ وَ الَّذِیۡ یُمِیۡتُنِیۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡنِ ۝ وَ الَّذِیۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لِیۡ

خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہا کیا تمہیں خبر ہے جنہیں تم پوجتے ہو۔ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا جنہیں پوجتے تھے۔ سو وہ سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔ اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما۔ اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے۔

## برادرانِ اسلام گوشِ ہوش سے سُنئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغمبر ہیں۔ یہی اعزاز بھی قربِ الٰہی میں بہت بلند ہے۔ باوجود اس کے پھر وہ خلیل الرحمٰن بھی ہیں۔ خلت کا وہ مقام ہے جس سے بلند تر قربِ الٰہی کا اور کوئی مقام نہیں ہے۔ اور باوجود اس اعزاز کے وہ دُنیا اور آخرت کی ہر حالت میں اللہ تعالےٰ سے التجا فرما رہے ہیں کہ میری دُنیا اور آخرت کی سب حاجتیں تیرے ہی رحم و کرم سے پوری ہو سکتی ہیں۔ اور بارگاہِ الٰہی میں ان کی اس پیشکش کا اعلان قرآن مجید میں کیا جا رہا ہے۔ جس کے یقینی ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہوسکتی۔

## خلیل الرحمٰن کے اس اعلان کا نتیجہ

یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنی تمام حاجات (دینی ہوں یا دنیاوی) میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے فقط دروازۂ الٰہی کو کھٹکھٹانا چاہیئے۔ فقط اللہ تعالےٰ ہی تمام معاملات کو دُنیا کی زندگی سے متعلق ہوں یا آخرت کی زندگی سے پورا کرنے والا ہے۔ للذا جب کبھی بھی انسان کو کوئی ضرورت پیش آئے تو فقط دروازۂ الٰہی ہی پر جا کر ہاتھ پھیلائے اور جب تک منظوری نہ آئے۔ یعنی کام ہو نہ جائے۔ تب تک دروازہ الٰہی سے ہٹنے نہ پائے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہی سُنّت ہے۔ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا بھی یہی مسلک ہے۔

## میرے دل میں حضرات اولیاء کرام کا اَدب اور عقیدت ملاحظہ ہو

الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ گنہگار اور عاجز (احمد علی) اپنے دوستوں کی مجالس میں علی الاعلان یہ عرض کیا کرتا ہے۔ کہ حضرات اولیاء کرام کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے۔ اور ان کے متعلق دل میں اتنا ادب ہے۔ میرے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔ "کہ اولیاء کرام کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں۔ جو دُنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جن کو یہ موتی نصیب ہوتے ہیں وہ ان موتیوں کو قبر میں بھی ساتھ لے جائیں گے۔ اور ان کی برکت سے اللہ تعالےٰ اس شخص کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے گا اور وہ خوش نصیب ان موتیوں کو لے کر قبر سے اُٹھ کر میدان محشر میں حاضر ہوگا۔ انہیں کی برکت سے فرشتے اس شخص کو سید المرسلین خاتم النبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جانے سے ہرگز نہیں روکیں گے۔ (جیسا کہ اور کئی آدمیوں کو روکیں گے) اور یہ شخص حضورِ انور میں پہنچ کر حوضِ کوثر سے پانی پیئے گا۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت اس شخص کو نصیب ہوگی۔ اور یہ شخص بفضلِ الٰہی یقیناً دوزخ سے بچ جائے گا۔ اور اسے جنّت کا داخلہ نصیب ہوگا۔ بزرگانِ دین کا یہ ادب ہے۔ جو عرض کر چکا ہوں یہ ادب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر مقربینِ الٰہی کے آستانوں پر جائے۔

## میرے اس اعلان کی تائید قرآن مجید میں ملاحظہ ہو

(اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْۗءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَـفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝) سورہ النمل رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اُگائے۔ تمہارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اُگاتے۔ کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ بلکہ یہ لوگ کجروی کر رہے ہیں۔ بھلا زمین کو ٹھیرنے کی جگہ کس نے بنایا۔ اور اس میں ندیاں جاری کیں۔ اور زمین کے لنگر بنائے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ بلکہ اکثر ان میں بے سمجھ ہیں۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی دُعا قبول کرتا ہے۔ اور بُرائی کو دُور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے۔ تُم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ بھلا کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے۔ اور اپنی رحمت سے پہلے کون خوشخبری کی ہوائیں چلاتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔ اللہ ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔ بھلا کون ہے جو از سرِ نو خلقت کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اسے دوبارہ بنائے گا۔ اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ کہدے اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔

## کیا اس اعلانِ شاہنشاہی

سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ انسان کی تمام ضروریات (خواہ دُنیاوی ہوں یا دینی) پورا کرنے والا فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہی ہے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان

## کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بیٹے عطا فرمائے ہیں

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاۗءِ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحٰق بخشے۔ بیشک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔

## حاصل

یہ نکلا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اولاد لینے میں اللہ تعالیٰ کے دروازے کے محتاج ہوتے تھے اور جب دعا کرنے کے بعد اولاد عطا ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے تھے۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعلان

## کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عقل و دانش دی ہے

## اور عہدۂ نبوت عطا فرمایا ہے

(قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّاۗلِّیْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۲ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے بعد فرعون نے) کہا۔ کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کی۔ اور تو نے ہم میں اپنی عمر کے کئی سال گزارے اور تو اپنی وہ کرتوت کر گیا۔ جو کر گیا۔ اور تو ناشکروں میں سے ہے۔ کہا۔ جب میں نے وہ کام کیا تھا۔ تو میں بے خبر تھا۔ پھر میں تم سے تمہارے ڈر کے مارے بھاگ گیا۔ تب مجھے میرے رب نے دانائی عطا کی۔ اور مجھے رسول بنایا۔

## حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حواشی میں تحریر فرماتے ہیں۔ "تو وہی نہیں۔ جس کو ہم نے اپنے گھر میں بڑے ناز و نعم سے پالا پوسا۔ اور پرورش کر کے اتنا بڑا کیا۔ اب تیرا یہ دماغ ہو گیا۔ کہ ہم ہی سے مطالبات کرتا اور اپنی بزرگی منواتا ہے۔ اتنے برسوں تک کبھی یہ دعوے نہ کئے۔ اب یہاں سے نکلتے ہی رسول بن گئے (تو تو) جو کرتوت کر کے بھاگا تھا (قبطی کا خون) اسے ہم بھولے نہیں (تو) ہمارے سب احسانات بھلا کر لگا پیغمبری کے دعوے کرنے۔ اس وقت تو بھی (العیاذ باللہ) ان ہی میں کا ایک تھا۔ جن کو آج کافر بتلاتا ہے۔ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) قبطی کا خون میں نے دانستہ نہیں کیا تھا۔ غلطی سے ایسا ہو گیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکا مارنے میں جو تادیب کے لئے تھا۔ اس کا دم نکل جائے گا۔ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ (سورہ قصص رکوع ۲) بیشک میں خوف کھا کر۔ یہاں سے بھاگا لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مجھے نبوت و حکمت عطا فرمائے۔ اس نے اپنے فضل سے مجھے سرفراز کیا۔ اور رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا یہ بجائے خود میری صداقت کی دلیل ہے کہ جو شخص تم سے خوف کھا کر بھاگا ہو پھر اس طرح بے خوف و خطر تنہا تمہارے سامنے آ کر ڈٹ جائے۔"

## ایک خاص چیز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس بیان میں بہت سی چیزیں ہیں۔ جو قابل عبرت ہیں۔ ایک خاص چیز بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسالت کا عہدہ جلیلہ عطا فرمایا ہے۔ اور اس سے یہ چیز واضح ہو گئی کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی قرب الی اللہ کے عہدہ جات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہوتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ۔

بارگاہِ الٰہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے بھائی کو نبوت عطا ہونے کے لئے درخواست (وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ۝ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ۝ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور میرے لئے میرے کنبہ میں سے ایک معاون بنا دے۔ ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ اس سے میری کمر مضبوط کر دے۔ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے تاکہ ہم تیری پاک ذات کی بہت تسبیح کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

## درخواست کی قبولیت کا اعلان

(قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ فرمایا۔ اے موسیٰ۔ تیری درخواست منظور ہے (یعنی ہارون علیہ السلام کو جو تیرے بڑے بھائی ہیں۔ انہیں نبوت کا عہدہ دے کر تیرا معاون بنا دیا گیا ہے)

## ہارون علیہ السلام کے نبی ہونے کا اعلان

(اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ) الآیہ سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ فرعون کے پاس جاؤ۔ بیشک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ سو اس سے نرمی سے بات کرو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ کہا۔ اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے۔ یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرنے۔ فرمایا۔ ڈرو مت۔ میں تمہارے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں۔ سو تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو۔ کہ بیشک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آتے ہیں۔

## ان آیات میں

حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں کو نبوت کے عہدہ میں مساوی قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست کے مطابق ان کے خاندان میں سے ان کے بھائی کو نبوت کا عہدہ دیدیا گیا ہے۔

## اس واقعہ سے یہ نتیجہ

نکلتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا عہدہ جلیلہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مہربانی سے عطا ہوتا ہے۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر

(وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ

ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ○)

سورہ انبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور جبکہ ایّوب نے اپنے رب کو پکارا۔ کہ مجھے روگ لگ گیا ہے۔ حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی۔ اور جو اسے تکلیف تھی ہم نے دُور کر دی۔ اور اسے اس کے گھر والے دیئے۔ اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا۔ اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

## حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مذکورۃ الصدر آیات پر تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت ایوبؑ کو حق تعالیٰ نے دُنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا۔ کھیت۔ مواشی۔ لونڈی غلام، اولاد صالح، اور عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایوبؑ بڑے شکر گزار بندے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا۔ کھیت جل گئے۔ مواشی مر گئے۔ اور اولاد اکٹھی دب مری۔ دوست آشنا الگ ہوگئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑگئے ایک بیوی رفیق رہی۔ آخر میں وہ بچاری بھی اُکتانے لگی۔ مگر حضرت ایوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے۔ ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی۔ بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے۔ جس کی سزا ایسی ہی سخت ہوسکتی تھی۔ تب دُعا کی۔ "رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ" رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت اُمنڈ پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد سے دُگنی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا۔ اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ اور جیسا کہ حدیث میں ہے۔ سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ غرض سب طرح درست کر دیا۔ ایوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی۔ اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہوگئی کہ جب کبھی کسی نیک بندے پر دُنیا میں بُرا وقت آئے تو ایوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھلانا۔ اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہئے۔ حق تعالیٰ اس پر نظرِ عنایت فرمائے گا۔ اور محض ایسے ابتلا کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ وہ اللہ کے ہاں مبغوض ہے۔

## حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر

(وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ○) سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور زکریاؑ کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا۔ اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ۔ اور تُو سب سے بہتر وارث ہے۔ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی۔ اور اسے یحییٰؑ عطا کیا۔ اور اس کے لئے اس کی بیوی کو درست کر دیا۔ بیشک۔ یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے تھے۔ اور ہمیں امید اور ڈر سے پکارا کرتے تھے۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

## حاصل

یہ ہے۔ کہ حضرت زکریا علیہ السلام بُوڑھے ہو گئے تھے۔ اور بیٹا کوئی نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے بیٹے کے عطا ہونے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔ اور یحییٰ علیہ السلام عطا ہوئے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ اور اور انبیاء علیہم السلام بھی اولاد لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اولاد کی ضرورت ہو تو فقط اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرے۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے دروازہ پر نہ جائے۔

## حضرت یونس علیہ السلام کا ظلمات میں نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارنا۔ اللہ تعالیٰ کا ان کی دُعا کو قبول فرما کر نجات عطا فرمانا

(وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ لا وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ○)

سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور مچھلی والے (یعنی یونس علیہ السلام) کو جب غصّہ ہو کر چلا گیا۔ پھر خیال کیا کہ ہم اسے نہیں پکڑیں گے۔ پھر اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو بے عیب ہے۔ بیشک میں بے انصافوں میں سے تھا۔ پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی۔ اور اُسے غم سے نجات دی۔ اور ہم ایمانداروں کو یوں ہی نجات دیا کرتے ہیں۔

## حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں۔ "مچھلی والا" فرمایا۔ حضرت یونسؑ کو۔ ان کا مختصر قصّہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر نینوا کی طرف (جو موصل کے مضافات میں سے ہے) مبعوث فرمایا تھا۔ یونس علیہ السلام نے ان کو بُت پرستی سے روکا۔ اور حق کی طرف بُلایا۔ وہ ماننے والے کہاں تھے۔ روز بروز ان کا عناد و تمرد ترقی کرتا رہا۔ آخر بد دُعا کی۔ اور قوم کی حرکات سے خفا ہو کر غصّہ میں بھرے ہُوئے شہر سے نکل گئے۔ حکم الٰہی کا انتظار نہ کیا۔ اور وعدہ کر گئے۔ کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ ان کے نکل جانے کے بعد قوم کو یقین ہوا کہ نبی کی بد دُعا خالی نہیں جائے گی۔ کچھ آثار بھی عذاب کے دیکھے ہونگے گھبرا کر سب لوگ بچّوں اور جانوروں سمیت باہر جنگل میں چلے گئے۔ اور ماؤں کو بچّوں سے جُدا کر دیا۔ میدان میں پہنچ کر سب نے رونا چلّانا شروع کیا۔ بچّے اور مائیں آدمی اور جانور سب شور مچا رہے تھے۔ کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی۔ تمام بستی والوں نے سچّے دل سے توبہ کی۔ بُت توڑ ڈالے۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت کا عہد باندھا۔ اور حضرت یونسؑ کو تلاش کرنے لگے۔ کہ ملیں تو ان کے ارشاد پر کاربند ہوں۔ حق تعالیٰ نے آنے والا عذاب ان پر سے اُٹھا لیا۔ (فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ○)

سورہ یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱

ادھر یونس علیہ السلام بستی سے نکل کر ایک

جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے۔ وہ کشتی غرق ہونے لگی۔ کشتی والوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو نیچے پھینک دیا جائے۔(یا اپنے مفروضات کے موافق یہ سمجھے کہ کشتی میں کوئی غلام مولا سے بھاگا ہُوا ہے۔) بہرحال اس آدمی کی تعیین کے لئے قرعہ ڈالا۔ وہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا۔ دو تین مرتبہ قرعہ اندازی کی۔ ہر دفعہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلتا رہا۔ یہ دیکھ کر یونسؑ دریا میں کود پڑے۔ فوراً ایک مچھلی آکر نگل گئی۔ اللہ تعالےٰ نے مچھلی کو حکم دیا۔ کہ یونس کو اپنے پیٹ میں رکھ۔ اس کا ایک بال بیکا نہ ہو۔ یہ تیری روزی نہیں۔ بلکہ تیرا پیٹ ہم نے اس کا قید خانہ بنایا ہے اس کو اپنے اندر حفاظت سے رکھنا۔ اس وقت یونس علیہ السلام نے اللہ کو پکارا۔" لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" اپنی خطا کا اعتراف کیا۔ کہ بے شک مَیں نے جلدی کی کہ تیرے حکم کا انتظار کئے بدوں بستی والوں کو چھوڑ کر نکل کھڑا ہُوا۔ گو یونس علیہ السلام کی یہ غلطی اجتہادی تھی۔ جو اُمّت کے کے حق میں معاف ہے۔ مگر انبیاء کی تربیت و تہذیب دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ جس معاملہ میں وحی آنے کی اُمید ہو۔ بدول) انتظار کئے قوم کو چھوڑ کر چلا جانا ایک نبی کی شان کے لائق نہ تھا۔ اسی نامناسب بات پر دارو گیر شروع ہو گئی۔ آخر توبہ کے بعد نجات ملی۔ مچھلی نے کنارہ پر آکر اُگل دیا۔ اور اسی بستی کی طرف صحیح سالم واپس کئے گئے۔"

## سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہر معاملہ میں اللہ تعالےٰ ہی کے تابع فرمان ہیں

(قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۧ) سورہ الاعراف رکوع ۲۳ / ۹۱، ۹

ترجمہ۔ کہہ دو مَیں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر غیب کی بات جان سکتا۔ تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ مَیں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں۔

## حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ " اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔ نہ اپنے اندر " اختیار مستقل" رکھتا ہے۔ نہ " علم محیط" (سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم) جو علومِ اوّلین و آخرین کے حامل اور خزائن ارض کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہے۔ کہ مَیں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں۔ مگر جس قدر اللہ چاہے۔ اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ اور اگر مَیں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا تو بہت سی وہ بھلائیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا جو علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں۔ نیز کبھی کوئی ناخوشگوار حالت مجھ کو پیش نہ آیا کرتی۔ مثلاً " افک" کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضورؐ کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و قلق رہا۔ حجۃ الوداع میں تو صاف ہی فرما دیا۔ " لَوِسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْیَ" اگر مَیں پہلے سے اس چیز کو جانتا۔ جو بعد میں پیش آئی۔ تو ہرگز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔ اسی قسم کے بیسیوں واقعات ہیں۔ جن کی روک تھام " علم محیط" رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی۔" بہرحال اس آیت میں کھولکر بتلا دیا گیا۔ کہ " اختیار مستقل" یا " علم محیط" نبوت کے لوازم میں سے نہیں۔ ہاں شرعیات کا علم جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے کامل ہونا چاہیئے۔ اور تکوینیات کا علم خدا تعالےٰ جس کو جس قدر مناسب جانے عطا فرماتا ہے۔ اس نوع میں ہمارے حضورؐ تمام اوّلین و آخرین سے فائق ہیں۔ آپ کو اتنے بیشمار علوم و معارف حق تعالےٰ نے مرحمت فرماتے ہیں۔ جن کا احصا کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں۔" انتہیٰ ملخصا

## ملائکہ عظام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں

(وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا ۚ) سورہ مریم رکوع ۱۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور ہم تیرے رب کے حکم کے سوا نہیں اُترتے۔ اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اور جو ہمارے پیچھے ہے۔ اور جو اس کے درمیان ہے۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں

## حاصل

یہ نکلا کہ ملائکہ عظام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اس کی اجازت کے سوا کوئی نقل و حرکت نہیں کر سکتے۔

## حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " ایک مرتبہ جبرائیلؑ کئی روز تک نہ آئے۔ آپ منقبض تھے کفّار نے کہنا شروع کیا کہ محمدؐ کو اس کے رب نے خفا ہو کر چھوڑ دیا ہے اس طعن سے آپؐ اور زیادہ دلگیر ہوئے۔ آخر جبرئیلؑ تشریف لائے۔ آپؐ نے اتنے روز تک نہ آنے کا سبب پوچھا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ " ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا" جتنا تم آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟

اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو سکھلایا۔ کہ جواب میں یوں کہو۔ " وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ" یہ کلام ہُوا اللہ کا جبرئیل کی طرف سے۔ جیسا " اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ" میں ہم کو سکھلایا ہے۔ حاصل جواب یہ ہے کہ ہم خالص عبد مامور ہیں۔ بدوں حکم الٰہی ایک پر نہیں ہلا سکتے۔ ہمارا چڑھنا اُترنا سب اس کے حکم و اذن کے تابع ہے۔ وہ جس وقت اپنی حکمت کاملہ سے مناسب جانے۔ ہم کو نیچے اُترنے کا حکم دے۔ کیونکہ ہر زمانہ (ماضی۔ مستقبل۔ حال) اور ہر مکان (آسمان۔ زمین اور ان کے درمیان کا علم اسی کو ہے۔ اور وہ ہی ہر چیز کا مالک و قابض ہے۔ وہ ہی جانتا ہے کہ فرشتہ کو پیغمبر کے پاس کس وقت

بھیجنا چاہیئے۔ مقرب ترین فرشتہ اور معظم ترین پیغمبر کو بھی یہ اختیار نہیں کہ جب چاہے کہیں چلا جائے۔ یا کسی کو اپنے پاس بلائے خدا کا ہر کام برمحل اور بر وقت ہے بھول چوک یا نسیان وغفلت کی اس کی بارگاہ میں رسائی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جبرئیلؑ کا جلد یا بدیر آنا بھی اس کی حکمت ومصلحت کے تابع ہے۔" انتہیٰ

## حاصل

یہ نکلا کہ ملائکہ عظام (خواہ کتنے بھی بڑے رتبے والے ہوں) بھی خودمختار نہیں ہیں۔ بلکہ بامر الٰہی جو کام یا جس وقت ان کے سپرد کیا جائے۔ اسی کو انجام دیتے ہیں۔ لہٰذا انسان کو اپنی حاجت روائی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر ہی التجا کے ہاتھ پھیلانے چاہئیں۔ جب بارگاہ الٰہی سے ہماری کامیابی اور فتحمندی کا فیصلہ ہو جائے گا اس کے مطابق تمام ذرائع حرکت میں آجائیں گے۔ ان ذرائع کا تعلق خواہ انسانوں سے ہو یا جنوں سے ہو یا یا ملائکہ عظام سے۔ وما علینا الا البلاغ۔

## حضرات انبیاء علیہم السلام کے تمام پیش کردہ واقعات

سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ حضرات بھی اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی دستگیری اور اس کی راہ نمائی کے محتاج ہوتے ہیں۔

## اس نتیجہ کی بنا پر دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے

کہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے معاملات (خواہ وہ دنیا کی زندگی سے متعلق ہوں یا آخرت سے) کی درستی اور کامیابی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ ہی کے دروازہ پر ہاتھ پھیلانا چاہیئے۔ اور ہر معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹانا چاہیئے۔ اور ہر نیکی کی توفیق حاصل کرنے کے لئے فقط اسی کی بارگاہ میں التجا کرنی چاہیئے۔ اور دنیا کے ہر ضرر اور ہر تکلیف سے بچنے کے لئے فقط اسی کے دربار میں پیش کش کرنی چاہیئے۔

## کیونکہ

فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہی کے ہاتھ میں نظام عالم (خواہ زمین کا ہو یا آسمان کا) کی باگ ہے۔ اور عالم سفلی اور علوی کے سیاہ اور سفید کا فقط وہی مالک ہے۔

لا الٰہ الا ہو عالم الغیب والشہادہ ہو الرحمن الرحیم۔ وما علینا الا البلاغ

## گندم کی کاشت

(صفحہ ۳ سے آگے)

امید ہے۔ کہ بفضلہ تعالیٰ کاشت کار اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نبھاتے ہوئے ملک کو خوراک کے مسئلہ میں خود کفیل بنانے کی کوشش کرے گا۔

## چندہ میں تخفیف

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ابتداء میں ہفت روزہ "خدام الدین" کا چندہ گیارہ روپیہ سالانہ اور چھ روپیہ ششماہی تھا اس وقت قیمت فی پرچہ چار آنہ تھی ۱۸ مئی ۱۹۵۸ء سے سالانہ چندہ بارہ روپیہ اور ششماہی چندہ سات روپیہ کر دیا گیا۔ چندہ میں اضافہ کے ساتھ ساتھ قیمت فی پرچہ بھی پانچ آنہ کر دی گئی۔

اب چھ ماہ کے بعد حالات اصلاح پذیر ہونے کی وجہ سے مجلس منتظمہ نے دوبارہ اس معاملہ میں غور وخوض کرنے کے بعد چندہ میں کمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ کر لیں کہ ۵ دسمبر ۱۹۵۸ء کے شمارہ سے شرح چندہ حسب ذیل ہوگی۔

چندہ سالانہ ۔۔۔۔ گیارہ روپیہ
چندہ ششماہی ۔۔۔۔ چھ روپیہ
چندہ ماہوار ۔۔۔۔ ایک روپیہ
قیمت فی پرچہ ۔۔۔۔ چار آنہ

جن حضرات نے سالانہ اور ششماہی چندہ موجودہ نرخ کے حساب سے ادا کر رکھا ہے۔ ان کی میعاد خریداری بڑھا دی جائے گی۔

## نماز بھی عبادت ہے

(صفحہ ۴ سے آگے)

ترک لذات ترک شہوات پایا جاتا ہے دیوانگی محبت شوق عشق کا اظہار ہوتا ہے۔ لہٰذا عبادت بدنی میں سے نماز اور عبادات مالیہ میں سے حج حقیقی معنوں میں عبادت ہے۔ یہیں سے ایک نکتہ سمجھ میں آتا ہے۔ کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کو ان دو عبادتوں میں خلیفہ مقرر فرمایا۔ حج میں بھی اور نماز میں بھی یہ اشارہ تھا۔ کہ میرے بعد میرے جانشین یہی ہوں گے۔ اس آیت میں نماز سے پہلے ایمان کا ذکر ہے۔ جو کہ شرائط نماز میں سے ہے۔ اور آخر میں انفاق کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ مانع نماز تھا حب انسان کو مال کی محبت رہے دنیاوی کاموں میں مشغول رہتا ہے تو نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو اللہ نے فرمایا۔ کہ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرو تاکہ نماز کا مانع ختم ہو جائے گویا اداء زکوٰۃ نماز کے لئے ممد ہوا ہے۔ جس طرح روزہ حج کے لئے ممد ہوتا ہے۔ ومما رزقناهم ینفقون فرما کر علاج بتلایا گیا چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایک صحابی نے عرض کی کہ مجھے وعظ فرمایئے مگر مختصر ہو۔ آپ نے فرمایا کل صلوٰۃ مودع یعنی ہر نماز ایسی ادا کر کہ تو اس کو آخری جانتا ہو جب یہ صورت ہوگی تو نماز خشوع اور خضوع سے ادا ہوگی دنیا سے رغبت کم ہوگی لہٰذا آج اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان اس بیش بہا نعمت کی قدر کریں اور اپنی آخرۃ کو سنوار اور قبر کو چراغاں کرنے کے لئے نماز کی پابندی کریں۔


الفاروق

پندرہ روزہ الفاروق چوکیرہ ضلع سرگودھا مغربی پاکستان

کے

مشہور ومعروف مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے۔ اس میں صحابہ کرامؓ کی سیرت کو اس طریق سے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مخالفین کے شکوک وشبہات خود بخود رفع ہو جاتے ہیں نمونہ کا پرچہ مفت روانہ کیا جاتا ہے۔

سالانہ چندہ ۔۔۔ آٹھ روپے
ششماہی ۔۔۔ پانچ روپے

## مجلس ذکر منعقدہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

# تکمیل ایمان کا نسخہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعد عرض یہ ہے کہ ہمارا یہ اجتماع جو جمعرات کو ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ میرا اور آپ کا جو تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس تعلق کو درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اس نقطۂ نگاہ سے میں جو چیزیں اس تعلق کو درست کرنے والی ہیں اور جو اس کے لئے مضرت رساں ہیں وہ عرض کر دیا کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو جن چیزوں سے یہ تعلق درست ہوتا ہے ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو چیزیں اس تعلق میں خلل انداز ہونے والی ہیں۔ اُن سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر ان چیزوں کا احساس اس دنیا میں پیدا ہو جائے تو انسان اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد یہ احساس کوئی فائدہ نہ دے گا۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

آج میں ایک حدیث شریف کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ (رواہ ابو داؤد)

**ترجمہ**۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ ہی کے لئے دوستی رکھی اور اللہ ہی کے لئے دشمنی رکھی اور اللہ ہی کے لئے (کسی کو کچھ دیا) اور اللہ ہی کے لئے دینے سے ہاتھ روک لیا۔ تحقیق اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا) حب و بغض۔ اعطاء اور منع اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت ہو جائیں تو ایمان کامل ہوتا ہے۔ اس آئینہ میں اگر ہم اپنا مُنہ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارا ایمان کامل نہیں ہے۔ ہادی کی صحبت میں ایمان کامل ہوتا ہے۔ ہادی وہ ہو سکتا ہے جو متبع سنت ہو۔ جو متبع سنّت نہیں وہ ہادی نہیں ہو سکتا وہ مضل ہوگا۔

اگر آپ ذرا غور کرینگے تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ہماری حبّ اللہ کے واسطے نہیں ہوتی۔ بلکہ ذاتی اغراض پر مبنی ہوتی ہے۔ مثلاً بیوی سے اس لئے محبت ہے۔ کہ خدمتگزار ہے۔ بستر بچھا کر دیتی ہے۔ کپڑے سی دیتی ہے۔ بچے جن کے دیتی ہے اور ان کو پال بھی دیتی ہے۔ ہماری اور بچوں کی خدمت کرتی ہے یا طبعی محبت ہے۔ جو نر کو مادہ سے ہوتی ہے۔ خدا واسطے محبت نہیں ہے۔ اس میں للہیت کہیں نہیں آتی

اب میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں للہیت کیسے آ سکتی ہے۔ بیوی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ضامن بن کر ہمارے گھر میں لا کر ڈال دیا ہے۔ پہلے حرام تھی اب حلال ہو گئی ہے۔ پہلے پرائی تھی اب ہماری ہو گئی ہے۔ اس سے اس لئے حسن سلوک کیا جائے کہ اس کی آہیں اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں یا گنبد خضرا والی سرکارؐ کے ہاں نہ جائیں۔

بچے بڑے پیارے ہیں اپنے جنے ہوئے ہیں۔ ہمارے وجود کا خلاصہ ہیں۔ ان سے اُمیدیں وابستہ ہیں۔ یہ جوان ہونگے۔ ہم بوڑھے ہو جائیں گے۔ ہم بے کار ہو جائیں گے۔ یہ باکار ہوں گے۔ یہ کمائیں گے ہمیں کھلائیں گے۔ اپنا ہی فائدہ سوجھتا ہے اس میں احب اللہ نہیں ہے۔ شیطان کی للہیت کی طرف نہیں آنے دیتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا الایہ (سورہ التحریم رکوع ۱ پ ۲۸)

(ترجمہ۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ) ماں باپ سے پوچھا جائے گا۔ کہ اولاد کی کیا تربیت کی تھی؟ حدیث شریف قرآن مجید کی شرح ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (متفق علیہ)

(ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار تم میں سے ہر شخص نگہبان اور رعیّت رکھنے والا ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیّت کے بارے میں سوال کیا جاوے گا۔ پس حاکم جو لوگوں کا نگہبان و راعی ہے اُس سے اُس کی رعیّت کی بابت پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان اور راعی ہے اور اس سے اس کی رعیّت کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور عورت محافظ ہے اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی اور اُس سے اُن کے بابت پوچھا جائے گا۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ اور نگہبان ہے۔ اس سے اُس کی بابت پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر راعی سے اس کی رعیّت کی بابت پوچھا جائے گا)

قیامت کے دن حاکم سے رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہ اپنے اثر و رسوخ سے اپنی رعایا سے نماز بھی پڑھائی تھی۔ مثلاً تحصیلدار سے پوچھا جائے گا۔ کہ حکومت کے ٹیکس تو وصول کرتے تھے۔ اور ٹیکس نہ ادا کرنے والوں کو جیل بھیج دیتے تھے۔ اگر کسی کے ذمہ ایک ہزار روپیہ واجب الادا تھا اور وہ نو سو ننانوے روپیہ دینے کو تیار تھا ایک روپیہ دینے سے کرتا ہے انکار۔ تو تم اس کو یہ کہہ کر حوالات میں بھیج دیتے تھے کہ ایک روپیہ پہلے اور نو سو ننانوے روپیہ بعد میں لونگا۔ کیا اپنے ماتحتوں اور حلقۂ اثر و رسوخ میں لوگوں سے نماز کی پابندی بھی کرائی تھی۔ میاں تنخواہ دیتا ہے اور بیوی نوکروں اور نوکرانیوں سے کام لیتی ہے۔ عام طور پر عورتیں نوکروں سے سارا دن کام لیتی ہیں۔ ڈبل روٹی لاؤ۔ مکھن لاؤ۔ چائے بناؤ۔ سبزی لاؤ۔ گوشت لاؤ۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ نوکروں سے نماز بھی پڑھائی تھی۔ ان کے دین کی بھی نگرانی کی تھی۔ اسی طرح علمائے کرام اور پیران عظام سے پوچھا جائے گا کہ جن لوگوں نے تمہارے سامنے زانوئے ادب طے کیا یا تمہاری بیعت کی تھی۔ تم نے کہاں تک ان کے دین کی نگرانی کی تھی۔ پیروں سے پوچھا جائے گا۔ کہ خالی دورے ہی

کرتے رہے اور مُریدوں سے نذرانے وصول کرکے اپنا اور بیوی بچّوں کا پیٹ ہی پالتے رہے۔ یا ان کو دین بھی سکھایا تھا۔

بچّوں کی اس نیّت سے خدمت کی جائے کہ ان کا تعلّق باللہ درست ہو جائے جو اپنے بچوں کو خود دینوی تعلیم نہیں دے سکتے۔ وہ ان کو اسکولوں اور کالجوں میں بھجواتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ خود ان کو دین نہیں سکھا سکتے تو کسی عالم ربّانی کے ہاں بھجوایئے۔ اس طرح آپ بری الذمہ ہو جائینگے۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ سے کہہ سکیں گے کہ اے اللہ! جبتک میری نگرانی میں رہے۔ میں نے انکی تربیت کرنے میں قصور نہیں کیا۔ صبح اُٹھا کر فجر کی نماز کے لئے مسجد لے جاتا تھا۔ رات کو عشاء کی نماز پڑھا کر سونے دیتا تھا۔ جب جوان ہو گئے تو جانیں اور یہ جانیں شیطان ایسا لعین ہے کہ ہر معاملہ میں اُلٹا چلاتا ہے۔ عام طور پر لوگ شادی کے موقعہ پر برادری کو اس لئے بُلاتے ہیں کہ نک نہیں رہندا (ناک نہیں رہتی) نہ بلائیں۔ تو دُنیا کھڑون نہیں دیندی۔ (دنیا کھڑا نہیں ہونے دیتی) شریعت میں صلہ رحمی کرنا فرض عین ہے اس لئے برادری کو فقط صلہ رحمی کی نیّت سے بلایئے۔ وہ بُلائیں یا نہ بلائیں۔ ہم چیں بجبیں نہ ہونے پائیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں بری الذمہ ہونے کے لئے برادری کو شادی کے موقعہ پر بلائیں گے تو پلاؤ زردے اور قورمے کی پلیٹیں ہمارے کام آئینگی۔

بے دین برادری کا بائیکاٹ کیجئے۔ ان سے صاف کہہ دیجئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں۔ اس لئے ہمارا آپ سے کوئی تعلّق نہیں۔ ہم نے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کو راضی رکھنا ہے۔ مثلاً حقیقی بھائی کے لڑکے کی شادی ہے اور انھوں نے ہندوانہ رسمیں کرنی ہوں۔ باجا بجائیں گے۔ دولہا کو گھوڑی پر سوار کرکے اس پر سُرخ گوٹے والا دوپٹہ بھی ڈالیں گے۔ دولہا کے سر پر سہرا بھی بندھے گا۔ اور اس کے پیچھے گھوڑی پر سرباہ بھی ہوگا۔ ان سے صاف کہئے بھائی جان اگر آپ ان کُفر کی رسموں کو چھوڑ دیں تو ہم حاضر ہیں۔ اگر آپ ان کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو پھر ہم مجبور ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے جُوتے کھانے کے لئے تیار نہیں۔

یہ آج کا سبق ہے۔ اس کو گھر جا کر پکا یئے گا۔ ایک کان سے سُن کر دُوسرے سے نہ نکال دیجئے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ص۴

ص۴ اس طریقہ سے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ حبّ بغض اعطے اور منع فقط اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ الآیہ (سورۃ البقرہ۔ ع ۲۰ پ ۲) (ترجمہ اور ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں۔ جن سے ایسی محبّت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیئے اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبّت ہوتی ہے۔)

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کے کھاتے میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

امام اعظمؒ سے ایک شخص نے فتوےٰ پوچھا کہ ادھر نماز تیار ہے اور اُدھر مجھے پاخانہ کے لئے بیت الخلا میں جانے کی ضرورت ہے۔ فرمایئے میں کیا کروں۔ آپؒ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نماز پاخانہ کے حکم میں لکھی جائے تو پہلے نماز پڑھ لو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا پاخانہ جانا نماز میں شمار کیا جائے تو پہلے پاخانہ جاؤ۔ قدم قدم پر شیطان آپ کو گمراہ کرے گا۔ یہی کام اگر اللہ کی رضاء کے لئے کیا جائے تو نیکی ہو جاتا ہے اور غیر اللہ کو خوش کرنے کے لئے تو بدی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو آج کے سبق کا عامل بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ اس طریقہ سے زندگی بسر کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے۔ اس کی رضا مقصود۔ مطلوب اور محبوب ہو جائیگی تو انشاء اللہ نجات ہو جائے گی۔

قولہ تعالیٰ: وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ

ترجمہ۔ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ اور حاکموں کے پاس اس خیال سے مت جاؤ تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصّہ جان بوجھ کر گناہ کے ذریعہ سے کھا جاؤ۔

# مالِ میراث میں حکمِ شریعت و اختیارِ رواج کی سزا

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى
اَمَّا بَعْد

## سوال

ترکہ میّت میں شرع محمدیؐ سے انکار کرکے رواج کے مطابق مال تقسیم کرنے والوں کی شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کیا سزا ہے۔ بیّنوا توجروا!

## الجواب

مذہب اسلام اس مذہب کا نام ہے جس کے اندر تمام وہ احکام الٰہی صحیح سالم بلاکم و کاست موجود ہیں۔ جو کہ آج سے تیرہ صدیاں پہلے سید المرسلین، خاتم النبیّین، شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر نازل ہوئے تھے۔ بخلاف دیگر مذاہب دُنیا کے کہ ان کے ہاں آج وہ تعلیم محفوظ نہیں ہے۔ جو کہ بانیان مذہب نے دی تھی۔ لہٰذا بحمداللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بات پر فخر اور ناز ہے کہ وہ اس کو اپنی سعادتِ عظمیٰ خیال کرتے ہیں کہ ان کے دین کو صحیح معنی میں دینِ الٰہی کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے ہاں یہ بات بھی مانی ہوئی ہے کہ جو شخص اس دین کی مخالفت کرے گا۔ وہ خُدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا مخالف کہلائیگا۔ اللّٰھم اعذنا وجمیع المسلمین عن ھٰذہ الفتنۃ۔

## مسلم کون ہے

مسلم کا لفظی ترجمہ اسلام قبول کرنے والا ہے۔ یعنی جو شخص اس بات کو تسلیم کرے کہ مذہب اسلام کے مجموعہ احکام الٰہی کو سچّا مانتا ہوں۔ اور انہی کو اپنی زندگی میں دستور العمل بنائے رکھوں گا۔ وہ مسلمان ہے۔

# کافر اور فاسق کا اصطلاحی فرق

جو شخص، مجموعہ احکام الٰہی جنہیں قرآن مجید یا ارشاداتِ نبویہ میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یا بعض احکامِ ربانی کے ماننے یا ان کو اپنا دستور العمل بنانے کا منکر ہو ان کو کافر کہا جاتا ہے۔ اور جو شخص زبان سے ان کی حقانیت ماننے اور عملی جامہ پہنانے کا منکر نہ ہو لیکن حرص، مال یا حبّ جاہ یا خواہشاتِ نفسانی میں غرق ہونے کے باعث احکامِ الٰہی کو عمل میں نہیں لاتا۔ اس کو فاسق کہا جاتا ہے۔

## شریعت سے انکار کرکے رواج پر فیصلہ کرنا کفر ہے

جو شخص یہ کہے کہ میں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو نہیں مانتا اور مالِ میراث کی تقسیم رواج پر کرونگا تو وہ قرآن مجید کی اصطلاح میں خارج از ایمان یعنی کافر ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ط وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ○ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ○ سورہ النور پارہ ۱۸ رکوع ۶

ترجمہ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول کے ساتھ ایمان لائے اور اُن کا کہا مانا۔ پھر بعد اس کے ان کی ایک جماعت اس سے روگردانی کرتی ہے اور وہ مومن نہیں ہیں۔ جب ان کو اللہ اور رسول کی طرف کسی فیصلے کے لئے بلایا جائے۔ تو ان کی ایک جماعت مُنہ موڑ لیتی ہے۔

## الحاصل

مذکورۃ الصدر آیت سے صاف طور پر ثابت ہُوا کہ جو لوگ توحید اور رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قائل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت پر فیصلہ کرانے سے انکار کرتے ہیں وہ بے ایمان ہیں۔ اگر ان کے اندر ایمان ہوتا تو یوں کہتے۔

قولہٗ تعالیٰ: إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ط وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ سورہ نور پارہ ۱۸ رکوع ۷

ترجمہ۔ مسلمانوں کو جب اللہ اور رسولؐ کی طرف کسی فیصلے کے لئے بُلایا جاتے۔ تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا۔ اور اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

## زبانی انکار کی بجائے عملی انکار ہو، تو اس کا نام عصیان ہے جس کی سزا دوزخ ہے

سورہ نساء کے رکوع ۲ میں قانونِ وراثت مذکور ہے۔ اس قانون کے اخیر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کریگا اس کو اللہ تعالیٰ ان باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی درآنحالیکہ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہینگے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے باہر قدم رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ درآنحالیکہ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔ اور ایسے شخص کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔

## نتیجہ

مذکورۃ الصدر دو آیتوں کے ترجمہ سے معلوم ہُوا کہ اگر زبانی انکار نہیں ہے۔ لیکن عمل در آمد تقسیم مالِ میراث میں خلافِ شرع ہے تو بھی ایسے شخص کو دوزخ میں داخل ہوکر ذلّت کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔

برادرانِ ملّت! اگر زبانی اقرارِ شریعت کرنے کے باعث ہم حکم کفر سے بچ بھی گئے۔ لیکن عملاً انکار کرنے کی وجہ سے دوزخ میں جا گرے (اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهُ) تو ہم نے گویا ، حقیقتِ اسلام کو نہ پایا۔ بلکہ اپنی بدکرداریوں کے باعث سید المرسلین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاک دامن پہ بدنما داغ لگا ہی دیا۔ کہ محمدی کہلا کر دوزخی بنے۔

عزیزو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جس اسلام کے سکھانے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اس کا تو خاصہ یہ ہے۔ کہ بلاخوف و خطر دُنیا سے اُٹھ کر سیدھے جنّت میں جا پہنچیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ع سورہ بقرہ ۱۳

ترجمہ۔ کیونکہ نہ جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اور وہ نیکوکار ہوا۔ تو اللہ کے ہاں سے اجر ملے گا۔ اور انہیں کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

## میت اگر خلافِ شرع تقسیم کا فیصلہ کر گیا ہے تو ورثا کا حق ہے کہ اسے موافق شرع کر دیں اور یہ کوئی جرم نہیں ہے

بعض مسلمان موجودہ عدالتوں میں جاکر شہادتیں پیش کر دیتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں ہمیشہ باوجود مسلمان کہلانے کے خلافِ شرع رواج پر فیصلہ مال میراث ہوتا چلا آیا ہے۔ تو عدالت مان لیتی ہے اور خلاف تقسیم میراث کر دیتی ہے۔ شریعتِ محمدیہؐ کا فیصلہ اس کے خلاف ہے۔ قرآن مجید اس وقت ایسے ملمع سازی کے مسلمانوں کو یہ جواب دیتا ہے کہ کیا اگرچہ تمہارے باپ دادا بیوقوف اور گمراہ ہی تھے

تو تم بھی ویسے گمراہ اور بیوقوف ہی رہوگے) قولہ تعالےٰ: وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ○

سورہ بقرہ رکوع ۲۱

ترجمہ۔ جب ان سے کہا جاتا کہ خدا کے احکام کا اتباع کرو۔ تو کہتے ہیں۔ بلکہ ہم اس قانون کا اتباع کریں گے۔ جس میں ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ خواہ ان کے باپ دادا کچھ دانست بھی نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پانے والے ہوں۔


راولپنڈی
میں
لڑکیوں کے لئے بہترین درسگاہ
ہمدرد گرلز ہائی سکول متصل حبیب بنک نیا محلہ مکان B/177



خدام الدین کی توسیع اشاعت میں
تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

## تارکینِ شریعت رواجی مسلمانوں کے دیگر اعمالِ صالحہ کے مردود ہونے کا خطرہ ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَاءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ (رواہ مسلم)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے پریشان بالوں والا غبار آلودہ اپنے ہاتھ اے رب اے رب کہتے ہوئے آسمان کی طرف پھیلاتا ہے۔ مگر اس کا کھانا حرام اور پینا حرام اور لباس حرام اور اس کی غذا حرام۔ سو اس حالت میں اس کی دعا کیسے قبول ہو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا (رواہ الترمذی)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے (اور) سوائے پاک کے کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔

### الحاصل

پہلی حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ انسان خواہ کتنا ہی مصیبت زدہ کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر اس کی خوراک و پوشاک اور تربیت مال حرام سے ہوئی ہے تو اس کی دعا بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی اور نامقبول ہونے کا سبب دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔ چونکہ مال حرام کھانے والے کی غذا حرام ہے۔ لہٰذا جو آواز اس کے معدے کی غذا سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ مثل اس اسٹیم کی آواز کے ہے جو انجن کے اندر آگ اور پانی کے مرکب سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ آواز خبیث ہونے کے باعث بارگاہ الٰہی تک پہنچنے کے قابل ہی نہیں ہے۔ اسی قاعدہ کی بناء پر خلافِ قانون شریعت رواج کی بناء پر مال سمیٹنے والا اگر کوئی مال خیرات کرے تو اس میں بھی چونکہ حلال و حرام مخلوط ہے۔ اس لئے اسی سابق قاعدہ کی بنا پر وہ بھی قبول نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اپنی ذاتی کسی علیحدہ کمائی میں سے وہ شخص خیرات کرے۔ جس میں مال میراث کی ملاوٹ نہ ہو تو وہ خیرات انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔

## شریعت ترک کرکے رواج پر عمل کرنے کے معاشرتی نقائص

انسان کا طرزِ معاشرت باقی حیوانات سے بالکل الگ ہے۔ باقی حیوانات تو فقط نفع ذاتی کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ بخلاف انسان کے یہ نفع و ضرر نوعی کو ملحوظ رکھتا ہے۔ یعنی وہ کام کرتا ہے جس سے بنی نوع انسان کو نفع پہنچے اور دشمن کے ضرر سے بچنے کے لئے بھی وہ تدبیر سوچتا ہے۔ جس پر عمل کرکے ہر فردِ بشر اپنی جان بچا سکے۔

### نقصِ اوّل

رواجی مسلمان چونکہ وہ کام کرتا ہے جس سے اس کا ذاتی نفع ہو اور دوسرے افراد کو نقصان پہنچے۔ اس لئے قانونِ معاشرت انسانی بزبانِ حال اس پر نفرین غضب کا اظہار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس شریر کو دائرۂ انسانیت سے نکال کر حیوانات سے ملحق کردو۔

### نقصِ دوم

بھائی اور بہن کے درمیان رشتۂ اخوت ہے بہنوں کی حق تلفی سے بہنوں کے دلوں سے بد دعا نکلنے کے علاوہ رشتۂ اخوت بھی رواجی غلط کاروں پر اظہارِ نفرت کرتا رہتا ہے۔ رواجی بھائیوں کو مظلوم بہنوں کی دل آزاری سے ڈرنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا غضب دنیا یا آخرت میں ان پر نازل ہو۔ ع

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

### نقصِ سوم

بھانجے کو جب معلوم ہوگا کہ میرے نانا کی جائداد میں سے میری والدہ کا حصہ تھا۔ اور ماموں صاحب ظلم کے باعث ہمارا حق غصب کئے ہوئے ہے۔ تو اس کے دل میں ماموں کی طرف سے نفرت پیدا ہوگی۔ اور وہ بھی خیال کرنے لگا کہ ماموں صاحب بجائے خدا پرست ہونے کے زر پرست ہیں۔ ان کے دل میں خدا تعالیٰ کے خوف کی بجائے حُبِّ مال کا ناسور ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْہُ۔

### نقصِ چہارم

بہنوئی کو جب علم ہوگا کہ میری بیوی کا اتنا روپیہ میرے سالے نے قبض کر رکھا ہے تو اس کے دل سے نفرت و غضب کے فوارے اُٹھیں گے۔ اور ہر مصیبت میں وہ اس روپیہ کو یاد کرکے سالے کے حق میں بد دعا کرے گا کہ اگر وہ نالائق حرام خوری سے باز رہتا تو آج اس سرمائے سے میرا فلاں کام چل نکلتا۔

### نقصِ پنجم

غرضیکہ اس رواجی ظالم بھائی کی اس ناشائستہ حرکت پر بہنوئی کا سارا خاندان بلکہ ہر منصف مزاج عقلمند اظہارِ نفرت کرے گا۔

### الحاصل

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا مخالف ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہو۔ بہنوں کو نقصان دینے والا ہو۔ بھانجوں کی بد دعائیں اس پر پڑ رہی ہوں۔ بہنوئی اس کے ظلم سے تنگ ہو۔ ہر منصف مزاج عقلمند اس کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھے وہ پھر کس معنے میں شریف اور معزز ہے۔

## خلافِ شریعت رواج پر تقسیم میراث بداخلاقی ہے

دو ہاتھ دو پاؤں ایک ناک .. دو کان اور ایک زبان سے ہی آدمی نہیں بن جاتا۔ بلکہ آدمی بننے کے لئے تمغۂ امتیازِ انسانی یعنی پابندِ اخلاق حمیدہ ہونا لازمی ہے جس کے اندر یہ رنگ نہیں وہ جانور سے بدتر ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد واجب الاعتقاد گواہ ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ

ترجمہ: (فرضِ انسانی نہ ادا کرنے کے باعث) ہم نے انسان کو سب سے گھٹیل مخلوقات سے بھی گھٹیل بنا دیا۔

### اخلاقِ حمیدہ کے دو درجے ہیں

ادنیٰ۔ وہ یہ ہے کہ انسان دوسرے

کے ساتھ وہ سلوک کرے کہ اگر اس کے ساتھ وہی کیا جائے تو اسے ناگوار نہ گزرے

اعلیٰ: اعلیٰ درجہ اخلاقِ حمیدہ کا یہ ہے کہ دوسرے بھائی کے ساتھ اپنی شان سے بہتر سلوک کیا جائے۔

## رواجی مسلمان بد اخلاق ہے

مخالفِ شریعت رواجی مسلمان اخلاقِ حمیدہ کے دونوں درجوں سے گرا ہوا ہے۔ کیونکہ اپنی بہنوں کے ساتھ وہ ایسا سلوک کرتا ہے کہ اگر اس کے ساتھ وہی کیا جائے کہ باپ کے مال سے اسے محروم کردیا جائے اور ساری جائداد بہن کے حوالے کر دی جائے۔ تو یہ کبھی بھی اسے گوارا نہ کرے۔ بلکہ اگر ہوسکے تو خونریزی تک نوبت پہنچ جائے۔

## رواجی مسلمان پانچ دفعات کا مجرم ہے

۱۔ اللہ تعالیٰ کا مخالف ہے
۲۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے دین کا دشمن ہے۔
۳۔ قرآن مجید سے عناد رکھتا ہے۔
۴۔ قانونِ معاشرت انسانی کا بیخ کن ہے۔
۵۔ اپنی خبیث روش سے اخلاقِ حمیدہ کا خون کر رہا ہے۔

## پابند شریعت مسلمانوں کا فرض

متشرع مزاج مسلمانوں کا فرض ہے کہ مذکورۃ الصدر پانچ دفعات کے مجرموں کو درجۂ شرافت و تہذیب سے گرا ہوا خیال فرمائیں اور ایسے لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہوسکے ان سے میل جول ترک کر دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان باغیوں سے محبت و دوستی رکھنے کے باعث اللہ تعالےٰ ہم پر بھی ناراض ہو۔ اور یہ بھی سچے مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ اپنے ان بے راہ رو بھائیوں کو راہِ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ان سے مقاطعہ (بائیکاٹ) کرنے کی بجائے سمجھا بجھا کر انہیں پابندِ شریعت مسلمان بنانا ہمارا فرضِ اوّلین ہے۔

## چند وارثوں کے حصص کا ذکر

چند وارثوں کے حصّوں کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ عوام الناس کو موٹی موٹی باتوں میں خواہ مخواہ تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اور خود بخود ان معروضات کی مدد سے موٹے موٹے مسائل کا گھر بیٹھے فیصلہ کرلیں۔

## مقدارِ حصّہ

| نمبر شمار ورثا | اسم وارث | تعداد صور وارث | مقدار حصّہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | باپ | ۱ | کل جائداد کا چھٹا حصہ بشرطیکہ میّت کا بیٹا یا پوتا یا پڑپوتا موجود ہو | |
| | | ۲ | اگر میّت کا بیٹا یا پوتا کوئی موجود نہیں۔ لیکن بیٹی یا پوتی یا پڑپوتی موجود ہے تو اس صورت میں پہلے باپ کو چھٹا حصّہ کل جائداد کا دیا جائے گا۔ پھر اگر ایک بیٹی یا پوتی ہے تو کل جائداد کا آدھا اور اگر ایک سے زائد دو بیٹیاں ہوں یا دو پوتیاں تو اس صورت میں ان لڑکیوں کو دو تہائی حصّہ مقرر دے کر جو باقی بچے وہ بھی باپ کو دے دیا جائیگا۔ | |
| | | ۳ | اگر میّت کی اولاد میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس صورت میں باقی ذوی الفروض مثلاً بیوی۔ ماں کو دے کر باقی سب جائداد باپ کے حوالہ کر دی جائے گی | |
| ۲ | دادا | ۱ | پہلی تینوں صورتوں میں اگر باپ کی بجائے دادا ہو تو دادا کو باپ والا ہی حق ملے گا۔ لیکن باپ اور دادا کا تین صورتوں میں فرق ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ باپ کی موجودگی میں دادی وارث نہیں ہوتی۔ اور دادا کی موجودگی میں ہو جاتی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میت جب دونوں ماں باپ اور میاں بیوی میں سے ایک کو چھوڑے تو باپ کی موجودگی میں میاں یا بیوی میں سے ایک کا حصّہ نکال کر باقی مال کی تہائی ماں کو ملتی ہے۔ اور اگر باپ کی بجائے دادا ہو تو ماں کو سارے مال میت کی ایک تہائی ملتی ہے مگر امام ابو یوسف اس صورت میں بھی تہائی باقی مال ہی کی دلاتے ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ عینی اور علاتی بھائی بہنیں باپ کی موجودگی میں سب گرجاتے ہیں لیکن دادا کی موجودگی میں سوائے امام ابوحنیفہ کے دیگر کسی امام کے ہاں نہیں گرتے۔ چوتھی صورت فرق بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ ہندوستان میں نہیں پائی جاتی۔ | |
| ۳ | ماں | ۱ | میّت کی اولاد کی موجودگی میں ماں کو سارے مال میں سے چھٹا حصّہ ملتا ہے۔ | |
| | | ۲ | اگر میّت کی اولاد موجود نہیں ہے۔ لیکن دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنیں موجود ہیں تو بھی ماں کو چھٹا حصّہ سارے مال کا ملتا ہے۔ | |
| | | ۳ | اگر میّت کی اولاد یا بھائی بہنیں بھی نہ ہوں۔ تو پھر ماں کو سارے مال کا تیسرا حصّہ ملتا ہے۔ | |
| | | ۴ | اگر میت کی اولاد یا بھائی بہنیں موجود نہیں لیکن میاں یا بیوی میں سے ایک اور باپ موجود ہے۔ تو اس صورت میں پہلے خاوند یا بیوی کا حصّہ نکال کر پھر باقی مال سے ایک تہائی ماں کو دی جائے۔ | |
| ۴ | خاوند | ۱ | اگر بیوی اولاد چھوڑ کر مرگئی ہے۔ تو خاوند کو بیوی کے مال میں سے چوتھائی ملے گی۔ | |
| | | ۲ | اگر بیوی کی اولاد نہیں ہے تو خاوند کو بیوی کے سارے مال میں سے آدھا ملے گا۔ | |
| ۵ | بیوی | ۱ | اگر میاں اولاد چھوڑ کر مر گیا ہے تو بیوی کو سارے مال میں سے آٹھواں حصہ ملے گا۔ | |
| | | ۲ | اگر خاوند کی اولاد نہیں ہے تو پھر بیوی کو سارے مال میں ایک چوتھائی ملے گی۔ | |
| ۶ | بیٹی | ۱ | اگر میت کی ایک بیٹی ہو۔ اور بیٹا کوئی نہ ہو۔ تو آدھی جائداد اُسے ملتی ہے۔ | |
| | | ۲ | اگر میت کا بیٹا کوئی نہ ہو۔ اور دو بیٹیاں ہوں تو ساری جائداد میں سے انہیں دو تہائی ملتا ہے۔ | |
| | | ۳ | اگر میّت کے بیٹے اور بیٹیاں | |

باقی صفحہ ۱۸ پر

# حلال و حرام

(از جناب ایم عبدالرحمٰن (لودھیانوی) بی۔ اے۔ بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج۔ شیخوپورہ)

۱۔ (یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا) پ۱۸ ع۴

ترجمہ۔ اے رسولو! کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا۔

یعنی سب پیغمبروں کے دین میں یہی ایک حکم رہا کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر۔ اور نیک کام کرنا + نیک کام سب خلقت جانتی ہے۔ چنانچہ تمام پیغمبر نہایت مضبوطی اور استقامت کے ساتھ اکل حلال، صدق مقال اور نیک اعمال پر مواظبت اور اپنی امتوں کو اسی کی تاکید کرتے رہے۔

۲۔ (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝) پ ع

ترجمہ۔ اے ایمان والو! مت حرام ٹھیراؤ وہ لذیذ چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دیں۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک اللہ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو۔ اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہو۔ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

ان آیتوں میں حق تعالےٰ نے مسلمانوں کو صاف طور پر اس سے روک دیا۔ کہ وہ کسی لذیذ حلال و طیّب چیز کو اپنے اوپر عقیدتاً یا عملاً حرام ٹھیرائیں نہ صرف یہی بلکہ ان کو خدا کی پیدا کی ہوئی حلال وطیّب نعمتوں سے متمتع ہونے کی ترغیب دی ہے۔ مگر سلبی اور ایجابی دو شرطوں کے ساتھ (۱) حد سے نہ بڑھیں (۲) خدا سے ڈرتے رہیں۔ حد سے بڑھنے کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ حلال چیزوں کے ساتھ حرام کا سا معاملہ کرنے لگیں۔ اور نصاریٰ کی طرح رُہبانیت میں مبتلا ہو جائیں یا لذائذ و طیّبات سے تمتع کرنے سے حد اعتدال سے گزر جائیں۔ حتّٰی کہ لذّات وشہوات میں منہمک ہوکر یہود کی طرح حیات دُنیا ہی کو اپنا مطمح نظر بنالیں۔ الغرض غلو و جفا اور افراط و تفریط کے درمیان متوسط و معتدل راستہ اختیار کرنا چاہئے نہ تو لذائذ دُنیوی میں غرق ہونے کی اجازت ہے۔ اور نہ از راہ رُہبانیت مباحات و طیّبات کو چھوڑنے کی۔ بدنی یا نفسی علاج کی غرض سے کسی مُباح سے عارضی طور پر پرہیز کرنے کی ممانعت نہیں۔ الحاصل ترک اعتدا اور اختیار تقویٰ کی قید کو ملحوظ رکھ کر ہر قسم کی طیبات سے مومن مستفید ہوسکتا ہے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقیات کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کھانا پینا اور پہننا حرام کا ہو۔ اُسے اپنی دُعا کے قبول ہونے کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ اور بعض احادیث میں ہے کہ جو گوشت حرام سے اُگا ہو دوزخ کی آگ اُس کی زیادہ حقدار ہے۔

جہان کی تمام چیزیں اسی لئے پیدا کی گئی ہیں کہ آدمی اُن سے مناسب طریقہ سے نفع اُٹھا کر خالق جلّ و عُلا کی عبادت، وفاداری اور شکرگزاری میں مشغول ہو۔ اس اعتبار سے دُنیا کی تمام نعمتیں اصل میں مومنین و مطیعین ہی کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ البتہ کافروں کو بھی ان چیزوں سے روکا نہیں گیا۔ وہ بھی اپنے اعمال وتدابیر سے دُنیوی مفاد حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر جب اہل ایمان قوت ایمان و تقویٰ میں کمزور ہوں تو یہ غاصبین اپنی عملی تگ و دو میں بظاہر زیادہ کامیاب ہوتے ہیں جسے کچھ تو کفار کے اعمالِ فانیہ کا ثمرہ سمجھنا چاہئے۔ اور کچھ مومنین کے حق میں تنبیہ و توبیخ۔

۳۔ (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ) پ۲ ع

ترجمہ۔ اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں، جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا۔

حلال و حرام کا قانون تو مکمل ہوچکا اس میں اب تغیّر و تبدّل نہیں ہوسکتا البتہ مضطر جو بھوک یا پیاس کی شدّت سے بیتاب اور لاچار ہو وہ اگر حرام چیز کھا کر جان بچالے بشرطیکہ مقداً ضرورت سے تجاوز نہ کرے۔ اور لذّت مقصود نہ ہو۔ تو حق تعالےٰ اس کو اپنی بخشش سے معاف فرمائے گا گویا وہ چیز تو حرام ہی رہی۔ مگر اُسے کھا کر جان بچانے والا خدا کے نزدیک مجرم نہ رہا یہ بھی اتمامِ نعمت کا ایک شعبہ ہے۔

حلال کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ حرام تو چند چیزیں ہیں جن میں کوئی دینی یا بدنی نقصان تھا۔ دُنیا کی تمام ستھری اور پاک چیزیں حلال ہی ہیں ہر حالت میں خدا سے ڈرتے رہو کہیں طیّبات کے استعمال سے نفع اُٹھاتے وقت حدود و قیود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو جائے۔ خدا کو مت بھولو اور یاد رکھو کہ حساب کا وقت کچھ دُور نہیں۔ خدا کے انعامات اور تمہاری شکرگزاری کا موازنہ اور عمرِ عزیز کے ایک ایک لمحہ کا حساب ہونے والا ہے۔

حرام اشیاء کی فہرست۔ (۱) مردہ جانور کہ خود بخود مر جائے اور ذبح کی نوبت نہ آئے۔ یا گلا گھونٹا جائے یا زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے۔ یا لکڑی، پتھر اور غلیل و بندوق سے مارا جائے۔ یا اوپر سے گر کر، یا کسی جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے۔ یا درندہ پھاڑ ڈالے یا ذبح کے وقت قصداً تکبیر کو ترک کیا جائے۔ لیکن مچھلی اور ٹڈی حلال ہے۔ (۲) خون سے مراد وہ خون ہے جو رگوں سے بہتا ہے اور ذبح کے وقت نکلتا ہے اور جو خون کہ گوشت پر لگا رہتا ہے وہ حلال اور پاک ہے۔ کلیجی اور تلی بحکم حدیث حلال ہیں۔ (۳) خنزیر کا گوشت ہر حال میں حرام ہے (۴) وہ جانور جن پر ذبح کے وقت اللہ کے سوا بُت وغیرہ کا نام پکارا جائے۔ یعنی اللہ کے سوا کسی رُوح خبیث یا پیر یا پیغمبر کے نامزد کرکے اور اُس جانور کی جان اُن کی نذر کرکے اُن کے تقرب یا رضا جوئی کی

نیّت سے ذبح کیا جائے اور محض اُن کی خوشنودی کی غرض سے اس کی جان نکالنی مقصود ہو - ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے - گو بوقتِ ذبح تکبیر پڑھی ہو - اور اللہ کا نام لیا ہو - کیونکہ جان کو جان آفرین کے سوا کسی دوسرے کے نذر و نیاز کرنا ہرگز درست نہیں - اس لئے جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر کی جائے تو اُس کی خباثت مُردار کی خباثت سے بھی بڑھ جاتی ہے (مولانا محمود الحسن رح)

۴- (یَاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ٥) پ ۲ ع ۵

ترجمہ - اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ ، اور پیروی نہ کرو شیطان کی - بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے -

جو کچھ زمین میں سے پیدا ہوتا ہے اُس میں سے کھاؤ - بشرطیکہ وہ شرعاً حلال و طیّب ہو نہ تو فی نفسہٖ حرام ہو ، جیسے مُردار اور خنزیر یا جن جانوروں پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے اور اُس کی قُربت اُن جانوروں کے ذبح سے مقصود ہو - اور نہ کسی امرِ عارضی سے اُس میں حُرمت آگئی ہو ، جیسے غصب ، چوری ، رشوت اور سود کا مال ، کیونکہ ان سب سے پرہیز ضروری ہے اور شیطان کی پیروی ہرگز نہ کرو کہ جس کو چاہا حرام کر لیا اور جس کو چاہا حلال کر لیا -

یہود پر جو سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں اُن کی شرارتوں کی وجہ سے تنگی تھی اس دین میں وہ سب چیزیں آسان ہوئیں - اور جو ناپاک چیزیں مثلاً سؤر کا گوشت یا گندی باتیں مثلاً سود خوری وغیرہ اُنھوں نے حلال کر رکھی تھیں ان کی حرمت نبیؐ اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمائی - غرض اُن سے بہت سے بوجھ ہلکے کر دیئے اور بہت سی قیدیں اُٹھا دی گئیں -

حق تعالےٰ بنی اسرائیل کو نصیحت فرماتے ہیں کہ دیکھو ہم نے تم پر کیسے کیسے احسان و انعام کئے ، چاہیئے کہ اُن کا حق ادا کرو - کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ ایسے سخت و جابر اور قاہر دشمن کے ہاتھوں سے تم کو نجات دی - اور اُس کو کیسے عبرتناک طریقہ سے تمہاری آنکھوں کے سامنے ہلاک کیا - پھر تیہ کے لق و دق میدان میں تمہارے کھانے کے لئے من و سلویٰ اُتارا گیا - ان احسانات کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو حلال طیب لذیذ اور سُتھری چیزیں عنایت فرمائی ہیں انہیں شوق سے استعمال کرو - لیکن اس معاملہ میں حد سے نہ گزرو - مثلاً ناشکری یا فضولخرچی کرنے لگو - غرض خدا کی نعمتوں کو طغیانِ عصیاں کا آلہ نہ بناؤ -

۵ - (وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥)

پ ۲ ع ۷

ترجمہ - اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق ، اور نہ پہنچاؤ اُن کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے (ناحق) اور تم کو معلوم ہو -

چوری ، خیانت ، دغا بازی ، رشوت یا زبردستی یا قمار بازی ، بلیک مارکیٹ ، یا سود وغیرہ سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے - کسی کے مال کی خبر حاکموں تک نہ پہنچاؤ یا اپنا مال بطریق رشوت حاکموں تک نہ پہنچاؤ کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھا لو یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعوےٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ - حالانکہ تمہیں اپنے ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو -

# احادیث

(۱) حضرت مقدام ابن معدیکربؓ کہتے ہیں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اپنے ہاتھ کے کسب سے زیادہ بہتر کھانا کوئی نہیں - حضرت داؤد علیہ السلام اپنے دستِ مبارک سے کسب کر کے کھایا کرتے تھے -

(۲) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ انسان حلال و حرام کی کچھ تحقیق نہیں کرے گا - بلکہ ہر شئے کو اپنے قبضہ میں کرنا اچھا سمجھے گا -

(۳) حضرت نعمان ابن بشیرؓ کہتے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حلال بھی ظاہر شئے ہے اور حرام بھی ظاہر شئے ہے - اور اس کے درمیان میں بہت سے درجے ہیں جن میں بہت سے لوگ تمیز نہیں کر سکتے - جو شخص ان شبہات سے محفوظ رہا گویا اس کی آبرو اور دین دونوں پاکیزہ ہو گئے - اور جس شخص نے ان شبہات سے پرہیز نہ کیا - وہ حرام میں مبتلا ہو گیا - اس کی مثال چرواہے کی سی ہے - کہ وہ بادشاہی چراگاہ کے پاس اپنی بکریاں چراتا ہے - اور اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ یقیناً اس چراگاہ میں سے چر لینگی - دیکھو غور سے سُنو - ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے - اور خداوند تعالےٰ کی چراگاہ اس کے محارم ہیں - سُنو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے - اگر وہ صحیح سالم رہا تو سمجھ لو کہ تمام جسم صحیح سالم رہا اور اگر اس میں فساد واقع ہو گیا تو سمجھ لو کہ کل جسم فاسد ہو گیا - خوب کان لگا کر سُن لو وہ ٹکڑا انسان کا دل ہے

(۴) حضرت جابرؓ کہتے ہیں - رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے بلّی کُتّے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے - زانی عورت کی کمائی سے ہم کو منع فرمایا ، سود لینے والے اور سود دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے -

شراب ، مردار ، سؤر اور بُتوں کی بیع حرام کی ہے -

(۵) حضرت جابرؓ کہتے ہیں - نبیؐ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس جسم کی پرورش مال حرام سے ہُوئی ہو وہ جنّت میں داخل نہیں کیا جائے گا - بلکہ حرام کے مال سے پلا ہُوا گوشت جہنّم کی آگ کا زیادہ مستحق ہے -

(۶) تم اپنے نفس اور دل سے کسی چیز کے جائز و ناجائز ہونے کے متعلق سوال کرو - جس امر سے نفس اور قلب کو اطمینان حاصل ہو وہ نیک ہے - اور جس سے طمانیتِ قلب حاصل نہ ہو ، بلکہ تردّد و انتشار رہے وہ گناہ میں داخل ہے اگرچہ لوگ جواز کا فتویٰ دیں -

(۷) حضرت عطیہ سعدیؓ کہتے ہیں نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ نے فرمایا انسان اس وقت متقی ہوتا ہے کہ تقویٰ کے اعتبار سے مشکوک امر چھوڑ کر غیر مشکوک ، امر کو اختیار کرے -

(۸) حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے بجانے

کے آلات خرید و فروخت نہ کرو۔ کیونکہ ان کی قیمت حرام ہے۔

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ"

(۹) حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیگر فرائض کے بعد انسان پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ اکل حلال کی تلاش کرے۔

(۱۰) حضرت رافع ابن خدیجؓ کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ عمدہ کسب کونسا ہے۔ فرمایا اپنے ہاتھ کا کسب اور وہ خرید و فروخت جو شریعت کے مطابق ہو۔

(۱۱) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص دس روپے کو ایک کپڑا خریدے اور اس میں ایک روپیہ حرام کا ہو۔ تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں دیکر فرمایا۔ اگر یہ حدیث میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

(۱۲) حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُس بندہ پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت میں یا تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرتے

(۱۳) حضرت ابو قتادہؓ کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیع کے وقت زیادہ قسمیں نہ کھایا کرو۔ کیونکہ اس وقت تو اس سے تمہاری بیع ٹھیک ہو جائے گی لیکن آئندہ کے واسطے برکت دُور ہی کر دے گی۔

(۱۴) حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا۔ نہ اُن کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ اُن کو معافی دیجائیگی۔ بلکہ اُن کے واسطے بڑا سخت عذاب ہے۔ ابو ذرؓ نے کہا یہ لوگ بڑے نقصان اور خسارے میں گرنے والے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ (۱) فخر سے اپنا لباس لٹکا کر چلنے والا (۲) احسان جتلانے والا (۳) اور جھوٹی قسم کھا کر سامان فروخت کرنے والا۔

(۱۵) حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو تاجر صادق اور امین ہو گا۔ اس کا حشر نبیوں، صدیقوں اور شہداء و صالحین کے ساتھ ہو گا۔

(ماخوذ از مشکوٰۃ) باب خرید و فروخت

## بزرگوں کی تعظیم

(صفحہ ۱۹ سے آگے)

دل کا گندا ہے۔ اور اپنے ملک و قوم کے لئے سخت خطرناک ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا۔ کہ وہ ایک فسادی چوہا ہے۔ جو پوری قوم میں بدخلقی کے جراثیم پھیلا دیتا ہے۔ بزرگوں کی عظمت کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو ہمارے گروہ میں سے نہیں ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا تھا۔ کہ دو تین آدمیوں کی توہین سوائے منافق کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ وہ تین آدمی یہ ہیں (۱) بوڑھے مسلمان کی (۲) صاحب علم کی (۳) اور عدل و انصاف کرنے والے حاکم کی۔

لہذا بھائیو! (۱) اپنے بزرگوں کے سامنے اپنی آنکھیں نیچی رکھا کرو۔ (۲) انہیں جواب دینا ہو تو نرم آواز میں جواب دو۔ (۳) ان کے سامنے مختصر گفتگو کرو۔ (۴) جس کمرے یا مجلس میں استاد یا بزرگ داخل ہو تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔ یا اگر یہ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں تو ان سے اجازت طلب کرکے مجلس میں بیٹھیں (۵) اگر بزرگ یا آپکے اُستاد مجلس میں داخل ہوں تو اُٹھ کر ان کا استقبال کریں۔ اگر وہ اٹھ کر جانے لگیں تو آپ بھی اُٹھ کھڑے ہوں۔ اور انہیں کچھ دُور پہنچا کر آئیں (۶) اگر وہ کوئی حکم دیں۔ تو اُسے بسروچشم قبول کر لیں۔ (۷) بزرگوں کی تعظیم کو اپنا اولین فرض سمجھیں۔ آخری میری ایک ہدایت سُن لو جو میں اپنے کالونی کے بچوں کو بیشتر اوقات کرتا رہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بزرگوں کے روبرو نہ تمسخر کریں نہ ٹھٹھے کریں۔ نہ آنکھیں مٹکائیں، نہ تالیاں بجائیں اور نہ بھویں تانیں۔ بلکہ ان کے سامنے نہایت انکساری اور عاجزی سے گفتگو کریں۔ اور ان کے سامنے ادب سے بیٹھیں۔ کیونکہ "الادب جنۃ لناس" ادب لوگوں کے لئے ڈھال ہے۔ دُعا ہے۔ کہ خدا وند کریم مجھے آپ کو بلکہ سب بچوں کو انہی ہدایات پر عمل پیرا ہونے اور بزرگوں کی تعظیم کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

## بقیہ حصص کا ذکر صفحہ ۱۵ سے آگے

| نمبر شمار | اسم وارث | تعداد صور وارث | مقدار حصہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| | | | دونوں قسم کی اولاد ہو۔ پھر بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو آدھا حصہ دیا جاتا ہے | |
| ۷ | بیٹا | ۱ | جن وارثوں کا حق شریعت میں کسی مقدار خاص میں معین ہے ان کو ذوی الفروض کہتے ہیں۔ ذوی الفروض سے جو بچ جائے وہ بیٹا اور بیٹی مذکور الصدر ترتیب سے بانٹ لیتے ہیں۔ اور اگر بیٹی بھی نہ ہو تو سارا مال بیٹا لے جاتا ہے۔ | |
| ۸ | بھائی | ۱ | اگر میت کا بیٹا، پوتا اور باپ یا دادا موجود نہ ہو تب بھائی کو حصہ ملتا ہے۔ بھائیوں میں پھر عینی مقدم ہے اگر وہ نہ ہو تو پھر علاتی کو ملتا ہے دادھیال میں سے اگر مرد کوئی بھی نہ ہو تب اخیافی بہن بھائیوں کو حصہ ملتا ہے۔ | |
| ۹ | بہن | ۱ | اگر بیٹا۔ پوتا۔ باپ۔ دادا۔ بھائی میں سے کوئی موجود نہ ہو اور فقط ایک بہن ہو تو آدھی جائداد میت کی دے دی جائے گی۔ | |
| | | ۲ | اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو میت کی ساری جائداد کی دو تہائی دی جاوے گی۔ | |
| | | ۳ | اگر بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو۔ تو پھر بھائی کو دو گنا اور بہن کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ | |

### نوٹ

عینی وہ بھائی جن کے ماں اور باپ ایک ہوں۔

علاتی: جن کا فقط باپ میں اتحاد ہو۔

اخیافی: جن کا فقط ماں میں اتحاد ہو

## بچوں کا صفحہ

# زلزلہ ــــ اور ــــ ایمان محکم

از ــــ عبد الحفیظ مبارک پوری ۲ اوینی مڈل سکول رحیم یار خان

عزیز بچو! آج کی فرصت میں ہم تمہیں ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم شاعر اعظم کے ایمان اور یقین کا حال بتاتے ہیں۔ کہ ان کا کس قدر ایمان پکا اور یقین پختہ تھا۔ آئیے نیچے کہانی پڑھیں۔

کانگڑہ:۔ کانگڑہ کا زلزلہ بہت مشہور ہے۔ زلزلہ کیا تھا۔ قیامت کا نمونہ تھا۔ صبح کا وقت تھا۔ کوئی میٹھی میٹھی نیند میں مست تھا۔ کوئی جاگتا تھا۔ کوئی نماز پڑھتا تھا۔ یکایک کواڑ کھڑ کھڑانے لگے۔ دیواریں جھومنے لگیں۔ زمین میں لرزہ پیدا ہوگیا۔ ہر طرف کہرام مچ گیا۔ ہر شخص پریشان تھا اور ہر طرف سے شور سنائی دیتا تھا۔ کثرت سے مکان گر کر زمین بوس ہو رہے تھے۔ اس وقت کوئی کسی کی امداد نہ کر سکتا تھا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوئی تھی۔ آن کی آن میں ہزاروں لوگ دب کر مر گئے آبادیاں کھنڈر بن گئیں۔

لیکن لاہور میں ایک شخص تھا جو اپنے کمرے میں چارپائی پر لیٹا آرام سے کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس نے ذرا حرکت نہیں کی۔ لیکن اس کا نوکر گھبرا کر اِدھر اُدھر دوڑنے لگا۔ جب اس نے اپنے نوکر کی گھبراہٹ دیکھی تو اس نے کہا۔ دیکھو یوں بھاگے بھاگے نہ پھرو سیڑھیوں پر کھڑے ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر پھر کتاب پڑھنی شروع کر دی گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ یہ شخص کون تھا علامہ اقبالؒ تھے۔ ان کے خدا پر بھروسہ تھا۔ ان کا ایمان نہایت مضبوط تھا۔ ان کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ تمام مسلمانوں کا ایمان اتنا ہی مضبوط ہو۔

اب ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ کی اپنی زبانی ایک دلچسپ واقعہ سنیئے۔ فرماتے ہیں کہ میں ان دنوں انارکلی میں رہتا تھا ایک دن ........ ایک پیر صاحب وہاں تشریف لے آئے اور وہ عموماً آیا کرتے تھے۔ آدمی شریف تھے۔ اور میری ان سے پرانی ملاقات تھی۔ کہنے لگے ڈاکٹر اقبال! مجھے ایک درخواست لکھ دیجئے۔ کہ مجھے بھی کچھ مربعے دیئے جائیں۔ میں نے کہا کہ یہ بھی آپ نے دریافت کر لیا ہے۔ کہ زمین کس کی ہے؟ پیر صاحب میرے اس سوال سے پریشان ہوگئے اور کہنے لگے ڈاکٹر صاحب! آپ کا سوال سمجھ میں نہیں آیا۔ زمین گورنمنٹ دے رہی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ زمین گورنمنٹ کی اپنی ہوگی میں نے کہا کہ پیر صاحب ایک کتاب ہے۔ پرانی اس کو لوگ قرآن کہتے ہیں۔ اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ زمین خدا کی ہے۔ اب آپ فرمائیں تو میں اللہ تعالیٰ کے نام چھٹی لکھ دیتا ہوں۔

عزیز بھائیو! پہلے واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اقبالؒ کا ایمان کس قدر پختہ اور پکا تھا۔ اور دوسرے واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کا یقین کس قدر مضبوط تھا۔ لہذا آپ کو بھی چاہیئے۔ کہ ان سبق آموز واقعات کو پڑھ کر اپنے ایمان کو مضبوط کریں اپنے ایمان کو مضبوط کرکے صحیح اور مکمل مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ ہر کام میں خدا تعالیٰ کا بھروسہ مدّ نظر رکھیں

خدا کا نام لے کر کام کا آغاز کرتے ہیں
اسی کا ہے بھروسہ بس اسی پر ناز کرتے ہیں

## بزرگوں کی تعظیم کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے

عزیز بچو! تجربات سے ظاہر ہے کہ آپ میں سے اکثر بچے اپنے بزرگوں کی تعظیم کرنا تو ایک طرف اُلٹا انہیں سخت و سست کہتے ہیں۔ اور ان کے سامنے بیٹھ کر ٹھٹھہ مخول کرتے رہتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو گالی گلوچ دیتے رہتے ہیں۔ دیکھئے۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے۔ شاید آپ نہیں جانتے کہ ساری کائنات کا انتظام انہی بزرگوں کے سہارے چل رہا ہے۔ اگر بزرگوں کی اعانت و امداد شامل حال نہ ہو تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ قدیم زمانے میں ہر چھوٹا بڑے کے اشارے پر کام کرتا تھا۔ اور بڑے، بزرگوں کے اشارے پر یہی وجہ تھی۔ کہ ان کی زندگی کامیاب زندگی تھی۔ ان کے بزرگ ہی کرتے دھرتے تھے۔ فیصلے وہی چکاتے جھگڑے وہی مٹاتے، مشورے وہی سناتے۔ اور بگڑتوں کو وہی سدھارتے لیکن آج نہ چھوٹا بڑے کی عزت کرتا ہے۔ نہ بڑا بزرگ کے اشارے پر چلتا ہے۔ ہر ایک اپنی من مانی کر رہا ہے۔ اور اپنا اُلو سیدھا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ ہمارا موجودہ نظام بگڑ گیا ہے۔ اور ہم ذلیل و خوار ہو کر ناکام زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یاد رکھو۔ اگر کسی جگہ کے رہنے والے اپنے یہاں کے بڑوں، بزرگوں کا کہنا ماننا چھوڑ دیں۔ اور ان کی نافرمانی پر اُتر آئیں۔ تو ساری بستی دیکھتے ہی دیکھتے تباہ ہو جائے گی۔ یہ جو کچھ انتظام ہمیں نظر آ رہا ہے۔ چاہے لنڈن اور نیو یارک کا ہو۔ یا افریقہ کے کسی وحشی خاندان کا ہو اس کی تہ میں صرف یہی بات کام کر رہی ہے۔ کہ ہر جگہ کے چھوٹے اپنے بڑوں کے فرمانبردار ہیں لیکن کسی کی سچی فرمانبرداری اس وقت تک ممکن نہیں۔ جب تک اس کی عظمت دل میں نہ ہو۔ جس کو ہم اپنے آپ سے بزرگ اور بڑا نہیں مانتے۔ اس کی بات پر کان بھی نہیں دھرتے۔ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ آدمی کے دل میں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ اس کی زبان پر بھی ہوتا ہے۔ اور اس کے چہرے اور دوسرے اعضاء سے بھی ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اگر آپ کے دل میں کسی کی عظمت اور بزرگی کا خیال ہے۔ تو یہ ممکن نہیں کہ آپ کی زبان، آپ کا چہرہ، اور آپ کا بدن اپنی کسی نہ کسی حرکت سے اس بات کو ظاہر نہ کر دے۔ مثلاً آپ کسی بزرگ کی تعظیم کرتے ہیں۔ آپ اس کے سامنے ہوں تو اس کی آنکھوں میں آنکھیں نہ ڈالیں گے فضول اور لغو باتیں نہ کریں گے۔ وہ بات کرے گا۔ تو ہمہ تن گوش ہو جائیں گے جو شخص کسی کو بزرگ مان کر اس کی تعظیم و توقیر نہیں کرتا۔ سمجھ لو وہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ایڈیٹر
عبد المنان
چوھان

شرح چندہ
سالانہ بارہ روپے — ششماہی: سات روپے
سہ ماہی: تین روپے آٹھ آنے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
مغربی پاکستان

رجسٹرڈ
ایل نمبر
۶۰۴۷

## رفیع الشان
# قرآن مجید مترجم

اُردو زبان میں قرآن حکیم کے متعدد ترجمے اور تفسیریں موجود ہیں لیکن شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کے بے مثل ترجمۂ قرآن اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی جامع اور مکمل تفسیر کی بات ہی اور ہے۔ یوں سمجھئے کہ علم و معرفت کا ایک سمندر ہے۔ جو کوزہ میں بند ہو کر سامنے آگیا ہے:

**تاج کمپنی** نے شیخ الہند اور شیخ الاسلام کے بینظیر ترجمہ و تفسیر کو اس کی شان و عظمت کے مطابق بڑی تقطیع پر عکسی بلاکوں کیساتھ طبع کیا ہے۔ صفحہ کا طول ۱۵ انچ اور عرض ۱۰ انچ ہے۔ عربی متن اور اُردو ترجمہ و تفسیر کی قلم اتنی جلی ہے کہ بڑی عمر کے لوگ بھی آسانی سے تلاوت کر سکیں۔

**پتہ ذیل سے نمونہ کے صفحے مفت منگوا کر زیارت کیجئے**

## تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

خالص سونے کے بہترین
زیورات فون نمبر ۴۳۲۷۱
**زرفشاں جیولرز**
۴۳۔ کمرشل بلڈنگ
دی مال روڈ۔ لاہور

**سٹینڈرڈ بیکری**
اینڈ
کنفکشنری کیمبل پور
خالص اور صاف ستھرا مال آپکی صحت کا ضامن ہے۔ سٹینڈرڈ بیکری اینڈ کنفکشنری، کیک، پیسٹری، بسکٹ، کریم رول، کاری پف، پائینیر وارنٹ پف رس بسکٹ، میٹھے، شیرمال، ڈبل روٹی، خالص مکھن اور گھی سے تیار کرتی ہے۔ تیار شدہ مال ہر وقت مل سکتا ہے۔ نیز خاص آرڈر دینے پر مال تیار بھی کیا جاتا ہے۔
-: دام نہایت واجبی لئے جاتے ہیں :-
آپکی ایک دفعہ کی تشریف آوری آپکو ہمارا گاہک بنا دیگی ایک دفعہ ضرور تشریف لائیے
المشتہر: محمد موبین سٹینڈرڈ بیکری کچہری روڈ کیمبل پور

قائم شدہ سنہ ۱۹۰۲ء فون نمبر ۳۶۶۹
لاہور کی قدیم و محبوب دکان
**چائنہ مارٹ**
دھنی رام روڈ
انار کلی لاہور
جہاں آپ کو اعلیٰ درجہ کے ٹی ڈنر کافی فروٹ سیٹ شیشے کے لیمن سیٹ پھولدان فروٹ ڈش نمبل و برگیس لیمپ سٹوو اور نمائش کیلئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ وغیرہ مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں

تالے قینچیاں، چاقو، چھریاں، موچنے، اُسترے و دیگر لوہے کا سامان تھوک و پرچون خریدنے کے لئے
**پاک لاک ہاؤس لاہور** سابقہ انڈین
-: ہول سیل :-
۱۰ اسی شاہ عالم مارکیٹ نزد حبیب بنک لمیٹڈ
فون نمبر ۶۰۶۲۷ — ناغہ اتوار
-: پرچون دکان :-
نزد دروازہ مسجد وزیر خاں اندرون دہلی گیٹ لاہور
ناغہ جمعۃ المبارک فون نمبر ۲۴۷۲

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا